محدث

وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا

مجلس التحقیق الاسلامی گارڈن ٹاؤن لاہور

مدیر اعلیٰ
حافظ عبدالرحمن مدنی

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیر اَعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی **مُدیر:** ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا- کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہورہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیرِ بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰ روپے زرِ سالانہ: ۲۰۰ روپے بیرون ملک: ۲۰ ڈالر

بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ ۲۰۰ روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔ **ایڈریس:** ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 042 - 3586639 / 35866476 **موبائل:** 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.mohaddis.com __ www.kitabosunnat.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

☜ عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

☜ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

☜ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

☜ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

☜ آئین وسیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

☜ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدّث لاہور

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات ومحاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

یکے از مطبوعات مجلس التحقیق الاسلامی لاہور ۱۶

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ماہنامہ **مُحدّث** لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر: ۷۸۹۵

رسولِ مقبول نمبر (صلی اللہ علیہ وسلم)

ضمیمہ

مدیرِ اعلیٰ
حافظ عبدالرحمٰن مدنی

انتظامیہ
ناظمِ اعلیٰ
حافظ عبداللہ امرتسری

معتمدِ عمومی
حافظ عبدالوحید مدنی

خوشنویس و ڈیزائنر
عبدالغفور، محمد سلیم کیلانی

دفاتر

مدیرِ اعلیٰ
J-۱۰۰ ماڈل ٹاؤن لاہور
ٹیلیفون: ۳۵۲۸۹۷

شعبہ تقسیم و فروخت وغیرہ
گارڈن ٹاؤن لاہور ۱۶ - فون ۳۵۴۲۵۰

ذیلی دفتر لاہور فون ۵۴۸۷۳
حافظ عبدالوحید اینڈ برادرز - رحمان گلی (رام گلی) ۵ لاہور

ذیلی دفتر کراچی فون ۲۳۳۴۶۰
رحمانی کارپوریشن سوتن مارکیٹ
بندر روڈ کراچی

بدل اشتراک
زرِ سالانہ -/۱۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ
شرق اوسط: ایک پونڈ ۵ شلنگ
دیگر ممالک ۲ پونڈ

قیمت -/۲ روپے

نرخنامہ اشتہارات
فی صفحہ -/۱۵۰ روپے
ٹائیٹل کور ۴ -/۳۰۰ روپے
نصف صفحہ -/۱۰۰ روپے
ٹائیٹل کور ۲،۳ -/۲۰۰ روپے

مقامِ اشاعت
مدرسہ رحمانیہ (رجسٹرڈ) گارڈن ٹاؤن
لاہور ۱۶

حافظ عبدالرحمٰن مدنی ناشر نے مکتبہ جدید پریس - ۴ - شارع فاطمہ جناح لاہور سے باہتمام رشید احمد چودھری چھپوا کر گارڈن ٹاؤن لاہور ۱۶ سے شائع کیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ مضامین

ربیع الاول والآخر ۱۳۹۴ھ

۱۔ ہستیٔ بے مثال	اسرار احمد سہاروی	۳
۲۔ حبِ رسول کے تقاضے	نظر زیدی	۷
۳۔ انسانی تاریخ کا حیرت انگیز معجزہ	حمید اللہ خاں نیازی	۱۱
۴۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور معجزات	رفیق جذبی	۱۵
۵۔ کمالِ عبدیت (نعت)	طاہر قریشی	۲۰
۶۔ رسول مقبول ایک مقنن کی حیثیت سے	عنایت اللہ وارثی	۲۱
۷۔ رہِ خلد ہے راہِ کوئے محمدؐ (نعت)	عبدالرحمٰن عاجز	۳۰
۸۔ رسول اکرمؐ بحیثیتِ تاجر	ثریا بتول	۳۱
۹۔ مطالعہ سیرتِ نبوی کی ضرورت و اہمیت	حفیظ الرحمٰن احسن	۴۳
۱۰۔ محمدیؐ انقلاب (نعت)	خالد بزمی	۴۸

حفاظتِ حدیث

(از پروفیسر خالد علوی ایم اے (اسلامیات، عربی، سیاسیات)

علمی و تحقیقی تصنیف

قیمت ۱۵ روپے

حدیث کے ضمن میں پیدا ہونے والے اہم سوالات کا علمی جائزہ

کیا حضورؐ صرف پیغامبر تھے یا شارح بھی؟

حضورؐ نے کتابتِ حدیث سے کیوں منع فرمایا؟

عہدِ نبوی کی تحریرات

حفاظتِ حدیث ــــ عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ میں

عہدِ تدوین ــــ صحاح ستہ اور ان کے مؤلفین

المکتبۃ العلمیۃ ۱۵- لیک روڈ لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسرار احمد سہاروی

ہستی بے مثال

حسنِ یوسف ۔ دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری !
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری !

یہ شعر وصفِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں انتہائی بلیغ سمجھا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی مدحتِ رسول کا قرار واقعی حق ادا نہیں کرتا ۔ کیونکہ رسالتمآب کی بہت سی خصوصیات ایسی ہیں جو کسی دوسرے نبی میں نہیں پائی جاتیں اسے آپ آنحضرت کی بے مثالیت کہہ لیں یا کچھ اور نام دے دیں بہرحال یہ ہیں آپ کی ذات کے ساتھ ہی مخصوص ۔ کہیں اور آپ کو یہ کیفیت نظر نہیں آتی ۔گو یا فضیلت نبوت کی آپ معراج کمال ہیں ۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے "تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ" یعنی رسولوں میں بھی ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے ۔ اس اعلان کا منطقی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ایک نبی ایسا بھی ہونا چاہیئے کہ جس پر کسی کو فضیلت حاصل نہ ہو اور ایسے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں ۔ ہمارے اس دعوے کا ایک اور ثبوت یہ ہے کہ آپ خاتم الانبیاء بھی ہیں ۔ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آیا اور نہ قیامت تک آئے گا گویا آپ کی ذات میں تکمیل نبوت ہو گئی ۔ ہر کمال کے بعد زوال ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی مصلحت نے نبوت کو زوال سے بچانے کے لیے اسے ابد الآباد تک کے لیے معدوم قرار دے دیا تاکہ زوال کے عیب سے بے نیاز ہو جائے ۔ چنانچہ اس کمالِ دین اور منتہائے نبوت کے بارے میں ارشاد فرمایا "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا" یعنی آج کے دن دینِ انسانیت مکمل کر دیا گیا اور یہ نعمتِ عظمیٰ اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ ظاہر ہو گئی اور انسان کے لیے اسلام دین کے طور پر اللہ تعالیٰ نے پسند فرما لیا ۔ کیا ہم نبوت کی تاریخ میں کوئی ایسا نہیں پاتے ہیں جس کو ساری انسانیت کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہو اور جس پر نبوت کا خاتمہ کیا گیا ہو ۔ اور جس کو خود اللہ تعالیٰ نے یہ سند دی ہو کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج دین کی نعمت کی تکمیل کر دی اور اب اس میں ابد تک کوئی اضافہ نہ کیا جائے گا۔ حضرت یعقوب یہود کے لیے مبعوث ہوئے۔ حضرت موسیٰؑ بھی یہود کے نبی مقرر ہوئے۔ حضرت عیسیٰؑ کی ملت بھی مخصوص رہی۔ ایک خاص علاقے کے لیے تھے اور ایک مخصوص دور کے لیے۔ ان حضرات کی نبوت زمان ومکان کی حدود میں مقید تھی لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قید زمان ومکان سے ماوراء ہے۔ اب وہ ہر ملک ہر ملت اور ہر دور کے لیے راہنما ہے، یہ نبی کریمؐ کی عدیم المثالی ہے۔

اب دوسری مثال معجزے کی لے لیں۔ دوسرے تمام انبیاء کو جو معجزات دیئے گئے وہ وقتی تھے اور غالباً اس کی مصلحت یہ تھی کہ ان کا مشن بھی وقتی تھا اور خاص حلقے کے لیے تھا ہر قدر اور ہر ملت کے لیے نہیں تھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کو ید بیضا کا معجزہ عطا ہوا یا ان کا عصا سانپ بن گیا یا دریائے نیل ان کے لیے دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ یہ سب وقتی چیزیں تھیں جن کا اثر وقوعے کے بعد ختم ہو گیا۔ یہی حال حضرت عیسیٰؑ کے معجزات کا تھا کہ اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کر دینا حضرت عیسیٰؑ کی زندگی تک تھا اور خاص حلقے تک محدود تھا ان کے بعد ان چیزوں کا اثر ختم ہو گیا۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو کتابیں بھی دی گئیں لیکن یہ کتابیں معجزہ بنا کر پیش نہیں کی گئیں۔ نہ تو خود ان کتابوں نے دعویٰ کیا ہے کہ ہماری حیثیت ایک معجزے کی ہے اور نہ ان انبیاء نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہماری یہ کتابیں معجزے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ لیکن نبی کریمؐ کو جو معجزہ عطا ہوا وہ قرآنِ کریم ہے ایک تو یہ کہ قرآن ابدی کتاب ہے خود خدا نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ یعنی ہم نے ہی یہ "ذکر" نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں" اس کے علاوہ بھی کئی دوسری آیات میں یہ ذمہ لیا گیا ہے اور اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج تک قرآن میں ایک لفظ کی بھی تبدیلی ممکن نہیں ہو سکی ہے اور دوست و دشمن سب اس قرآنی خصوصیت کو تسلیم کرتے ہیں اور یہی اس بات کا بھی واضح ثبوت ہے کہ یہ کتاب آخری کتاب اور اس کی شریعت آخری شریعت اور اس کا حامل نبی آخری نبی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ خود قرآن نے یہ دعوےٰ کیا ہے کہ میں ایک معجزے کی حیثیت سے نازل ہوا ہوں اگر کسی میں ہمت ہے تو میری مثال پیدا کر کے دکھائے فرمایا: "فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ" یعنی اگر تم خیال کرتے ہو کہ یہ خدا کا کلام نہیں ہے تو تم سب مل کر ایک سورت ہی ایسی لکھ لاؤ۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ قرآن کا یہ چیلنج آج بھی ڈیڑھ ہزار سال گزرنے کے بعد اسی طرح اپنی جگہ پر قائم ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مسیلمہ اور متنبی وغیرہ نے کوشش کی لیکن خود ان کے حامیوں نے ہی ان کی ہفوات کو حقارت سے ٹھکرا دیا اور آج ان کا کہیں نام بھی سننے میں نہیں آتا۔ صرف تاریخ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ گویا معجزہ بھی آپ کو لاثانی ہی عطا فرمایا گیا۔

امت کے لحاظ سے اگر آپ نبی کریم کی ذات پر نظر ڈالیں تو فوراً احساس ہوتا ہے کہ اس باب میں بھی کوئی آپ کا مدمقابل نہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس امت کا دین کامل اور اکمل ہے۔ دوسرے یہ کہ ابدی ہے اب اس میں کسی بنیادی تبدیلی کا امکان نہیں۔ یہ ایک بہت بڑا اشرف ہے۔ اس کے علاوہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس امت کی دو بڑی خصوصیات بیان کی ہیں ایک تو یہ ہے کہ یہ امت اپنی نوعیت اور کیفیت کے لحاظ سے "امت وسط" ہے یعنی اس کی زندگی کے اصول و قوانین درمیان کا راستہ اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور زندگی کے ہر شعبے میں افراط و تفریط سے بچاتے ہیں اس کے مقابلے میں دنیا کے جتنے ادیان پر آپ نظر ڈالیں فوراً یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ اکثر معاملات میں وہاں افراط و تفریط کی قباحت نظر آتی ہے یعنی توازن و اعتدال غائب ہے مثلاً عیسائیت کہتی ہے کہ زندگی مردود ہے اسے ترک کرو اور رہبانیت اختیار کرو کیوں کہ اس کی ابتداء ہی گناہ سے ہوئی ہے لیکن اسلام کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ زندگی گناہ کا ثمرہ نہیں۔ حضرت آدمؑ و حواؑ کا گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا تھا بلکہ رسول کریمؐ نے واضح طور پر فرما دیا "لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ" یعنی اسلام میں رہبانیت اور ترکِ دنیا کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اگر ترکِ دنیا اور ترکِ حیات کا جواز ہوتا زندگی پیدا ہی کیوں ہوتی پھر تو تخلیق کائنات ایک عبث فعل ہو جاتا ہے۔ اسلام نے دین و دنیا میں توازن اور اعتدال قائم کیا ہے۔ دنیا کو مزرعۃ الآخرت کہا۔ خودکشی اور خود آزاری کو حرام قرار دیا۔ بلکہ قرآن کریم میں جو بہترین دعا شمار کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ: "رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ" یعنی اے رب ہمارے ہمیں دنیا کا بھی حسن عطا فرما اور دین کا بھی گویا حسنِ زندگی کے حصول کے بارے میں دین و دنیا کو ہم پلہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ رسول کریمؐ نے اپنی ایک حدیث میں اسی میانہ روی اور اعتدال کی طرف اشارہ فرمایا ہے "خَيْرُ الْأُمُورِ أَوْسَطُهَا" یعنی کام میانہ روی اختیار کرنے سے بہترین طریقے پر انجام پاتے ہیں۔ اسی قسم کی سینکڑوں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ اختصار کی خاطر نظرانداز کرتے ہیں

دوسری خصوصیت اللہ تعالیٰ نے اس امت کی یہ بیان کی کہ یہ بہترین امت ہے اور اس کا سبب یہ بیان فرمایا کہ یہ دنیا میں نیکی کی علمبردار ہے اور لوگوں کو برائی سے روکتی ہے "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" گویا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس امت کا فرض قرار پایا۔ یہاں یہ بات نوٹ کرنے کی ہے کہ بہترین امت ہونا غیر مشروط نہیں اگر یہ اپنا فریضہ ادا کرے گی تو بہترین امت قرار پائے گی اور اس کی افادیت سے سرفراز ہوگی لیکن اگر اپنا فریضہ انجام نہیں دیتی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو سنتِ خداوندی بھی کہ "لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی" یعنی انسان کو وہی کچھ حاصل ہوتا ہے جس کے لیے وہ کوشش کرے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ امت فرض سے روگردانی کرے۔ بد اعمال اور کم حوصلہ ہو۔ نہ اعلائے کلمۃ الحق کرے اور نہ امر بالمعروف کا فریضہ انجام دے اور خدا کے نزدیک پھر بھی بہترین امت اور اس کی محبوب بنی رہے۔ یہ ممکن نہیں۔ یہ تصور یہودیوں کا تو ہے لیکن اسلام کا تصورِ امت یہ نہیں ہے۔ قرآنِ کریم نے صاف کہہ دیا ہے کہ تم بہترین امت ضرور رہو لیکن صرف اس وقت تک جب کے اپنے فرائض منصبی کو ادا کرتے رہو۔ اور فرائض انسان قرآن کریم نے بنیادی طور پر تین ہی مقرر فرمائے ہیں یعنی عبادت۔ خلافت اور اعمالِ صالحہ ان سے بے نیازی تباہی کی علامت ہے۔

اب آخر چند جملے اس انقلاب کے بارے میں عرض کر دوں جو نبی کریم نے انسانی معاشرے میں برپا کر دیا تاکہ اندازہ ہو جائے کہ اب اس ضمن میں بھی لاثانی ہی قرار پاتے ہیں۔ انقلاب کا اندازہ کرنے کے لیے اس سے پہلے کے حالات زیرِ نظر ہونا ضروری ہیں۔ مختصراً یہ کہ دنیا میں ہر جگہ ہر مذہب میں شرک کا دور دورہ تھا۔ اخلاقی اقدار ختم ہو چکی تھیں۔ شراب، جوا، بدکاری، غارتگری شرافت کا معیار بن گئی تھیں۔ غلاموں کو ذبح کر دینا۔ بھوکے شیروں کے سامنے ڈال دینا۔ آپس میں لڑا کر مروا دینا ایک کھیل تماشہ تھا۔ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینا ایک عام رواج تھا۔ وحشیانہ جنگ و جدال۔ انتقام کا نہ ختم ہونے والا چکر روز مرّہ کا معمول تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریمؐ کی تلقین نے آناً فاناً ان تمام عیوب کو پہلے عرب معاشرے سے ختم کر دیا اور بعد میں یہ روشنی اسلام کے مجاہدوں اور جانبازوں نے تمام دنیا میں پھیلا دی۔ عرب سے کم از کم ان تمام برائیوں کا خاتمہ نبی کریمؐ کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا۔ اس کے مقابلے میں آپ دوسرے انبیاء کی زندگی پر نظر ڈالیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ یہودی صدیوں تک اپنے انبیاء کو پریشان ہی کرتے رہے بلکہ اکثر کو قتل کر دیا اور ہمیشہ کتابوں میں تحریف کرتے رہے۔ اخلاقی اور معاشرتی قوانین سے بغاوت ہی کرتے رہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ ان کے قسیس اور رہبانوں نے جو کچھ کیا وہ سب کو معلوم ہے یہاں تک ان کے ایک حواری نے ہی ان کو گرفتار کرا دیا۔ اور عیسائیت کی تبلیغ بھی حضرت عیسیٰؑ کے صدیوں بعد ہی ممکن ہو سکی۔ چنانچہ یہ دعویٰ غلط نہیں کہ نبوت کے لحاظ سے آپ کی کوئی مثال نہیں

آفاقہا گردیدہ ام مہرِ بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظــــر زیدی

حبِ رسولؐ کے تقاضے

قرآن پاک اور مستند احادیث کی رو سے تو یہ بات ثابت ہے ہی کہ رحمتِ دو عالم، نبی برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو محبوب جاننا ایمان کا حصّہ ہے، خالص مادی نقطۂ نظر سے بھی یہ بات بہت ضروری ہے۔

شرافت کا یہ لازمی وصف ہے کہ اگر کسی نے کسی قسم کا ادنیٰ سا احسان بھی کیا ہو تو نہ صرف اس احسان کا اعتراف کیا جائے بلکہ اپنے محسن کے احترام واکرام میں کسر نہ رکھی جائے۔ اور جب یہ بات ضروری ٹھہری تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ جس محترم ہستی کے صدقے میں ہمیں دین اور دنیا کی بے شمار برکتیں حاصل ہوئیں۔ ہمارے سینے ایمان کے نور سے منوّر ہوئے، ہمارے دماغوں کو علم کی روشنی میسّر آئی اور جس کے پسینے کی خوشبو اور مبارک پیشانی سے بہتے ہوئے لہو کے رنگ نے اس خاکدانِ تیرہ کو نسلِ انسانی کے رہنے اور بسنے کے قابل بنایا۔ اس کے لیے ہمارے دلوں میں محبّت نہ ہو!

یقیناً وہی شخص پکّا اور سچّا مسلمان ہے جس کا دل افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کی چنگاری سے منور ہو چکا ہے۔ جس دل میں یہ نور نہیں آتا وہ کسی اور نور کے اکتساب کے قابل بن ہی نہیں سکتا البتہ اس سلسلے میں یہ سوال بہت بڑی اہمیّت کا حامل ہے کہ اس مقدّس محبّت کی علامت اور اس کے تقاضے کیا ہیں؟

کیا یہ کہ انسان ایک خاص قسم کی وضع قطع اختیار کر لے اور اس کے اٹھنے بیٹھنے اور رہنے سہنے کے خاص انداز ہوں!

یا یہ کہ اخلاق وعادات اور اعمال وافعال کے لحاظ سے اس کی زندگی ایک ایسے سانچے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ڈھل جائے کہ اس کی بات بات سے سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو آئے!

قومی تشخّص اور حُبِّ رسول کا تقاضا یقیناً یہ بھی ہے کہ انسان کی شکل و صورت اور وضع قطع ایسی ہو جیسی آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی لیکن سچ یہ ہے کہ اس سے زیادہ ضروری بات اس اندازِ فکر اور لائحہ عمل کو اپنا لینا ہے جسے اسلام کا فلسفۂ زندگی کہا جاتا ہے کیونکہ قرآن کی رو سے انسان کا اصل لباس اس کا تقویٰ ہے۔ یا کم از کم یہ بات تو بہر حال ضروری ٹھہرتی ہے کہ جو شخص وضع قطع میں مسلمان ہو اس کے کردار اور سیرت میں اسلام کے اصولوں کی جھلک اور چمک بھی ضرور نظر آنی چاہیئے۔

ہم سب اس بات سے آگاہ ہیں کہ موجودہ زمانے میں مسلمانوں کی تعداد ستر اور اسّی کروڑ کے درمیان ہے اور خدا کے فضل سے یہ پورے کرۂ ارض پر پھیلے ہوئے ہیں۔ پانچوں برّ اعظموں اور معلوم جزائر میں سے شاید ہی کوئی بڑی بستی ایسی ہوگی جہاں کوئی کلمہ گو تو آباد نہ ہوگا لیکن اسی قوم کے اثر و اقتدار کا یہ حال ہے۔ کہ یہ ہر جگہ کافروں اور مشرکوں کی دبیل اور اکثر معاملات میں ان کی دست نگر ہے، جب کہ قرونِ اولیٰ میں جب توحید کے علمبردار طوفانی لہروں کی طرح روئے زمین پر پھیل گئے تھے اور کوئی طاقت ان کے راستے کی رکاوٹ نہ بن سکی تھی ان کی گنتی چند لاکھ سے زیادہ نہ تھی۔

آخر ہم کیوں خائب و خاسر اور وہ کیوں سربلند و کامگار تھے؟ یقیناً اس لیے کہ وہ حبِّ رسول کے تقاضوں سے پوری طرح آشنا تھے اور قرآن کی تعلیمات ان کے رگ و ریشے میں اس طرح رچ بس گئی تھی کہ وہ اپنے محبوب رسول کے کسی حکم سے بھی انحراف نہ کرتے تھے۔

- جب ان سے کہا گیا خدائے واحد کے سوا تمہارا سر کسی کے سامنے نہیں جھکنا چاہیئے تو پھر یہ تو ہوا کہ ظلم کی تلواروں نے ان کے سرتن سے جُدا کر دیئے مگر یہ کبھی نہ ہوا کہ بہ رضا و رغبت ان میں سے کسی کا سر غیر اللہ کے سامنے جھک گیا ہو۔
- جب ان سے کہا گیا۔ شرک کے علاوہ زنا۔ جوا۔ شراب نوشی۔ جھوٹ۔ غیبت۔ عیب جُوئی اتہام تراشی۔ چوری۔ دختر کشی اور ایسے ہی تمام اعمال قبیحہ سے تائب ہو جاؤ اور پھر کسی صورت میں بھی ان کے قریب نہ جانا! تو وہ ایسے طاہر و مطہر ہو گئے کہ شاید فرشتوں کو بھی ان کے تقدس اور طہارت پر رشک آتا ہوگا۔
- جب ان سے کہا گیا خاندانی غرور، نسل اور رنگ کا فخر، طاقت کا نشہ، دولت کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستی۔ آپس کا بیر اور نا روا نفرت سب ترک کر دینے کے قابل ہیں۔ رنگ و نسل اور زبان کے اختلاف کے باوجود جو شخص مسلمان ہو جائے وہ تمہارا بھائی ہے اور تمہارے سگے عزیزوں میں سے جو کوئی اس راہ ہدایت کو نہ اپنائے وہ تمہارے لیے غیر ہے تو ان کی بستیاں امن کا گہوارہ اور ان کے قلوب محبت و مروّت کی دنیا بن گئے

- جب اُن سے کہا گیا۔ خدا کی زمین پر خدا کی بادشاہت قائم کرنے اور مظلوموں کو ظالموں کے ظلم سے نجات دلانے کے تلوار لے کر جہاد کے لیے نکلو تو وہ اس سج دھج اور جوش و جذبے سے میدانِ وغا کی طرف بڑھ گئے۔ کہ نہ مال و دولت اور جائیدادوں کی محبت ان کے پیروں کی زنجیر بن سکی نہ جان کا خطرہ ان کے لیے خطرہ بنا اور نہ طاقتور دشمنوں کا خوف ان پر غالب آسکا۔ وہ حجلۂ عروسی میں عروسِ نو کو چھوڑ میدان کارزار میں آگئے اور انہوں نے جنت کے باغوں کی ٹھنڈی چھاؤں اور آبِ خنک کے شوق میں دامن کی کھجوریں فرشِ خاک پر پھینک دیں۔

- جب ان سے کہا گیا اللہ کے لیے اپنا وطن چھوڑ کر دیارِ غیر کو اپنا وطن بنا لو اور اپنے ان رشتہ داروں سے قطع تعلق کر کے جن کا خون تمہاری رگوں میں گردش کر رہا ہے ان لوگوں کو اپنا بھائی اور عزیز تصوّر کرو جن سے اتحاد فکر و خیال کے سوا تمہارا کوئی رشتہ نہیں تو دنیا نے دیکھا بلال حبشی سلمان فارسی اور صُہیب رومی رضی اللہ علیہم اجمعین نجیب الطرفین قریش کی محفلوں میں زانو سے زانو ملا کر بیٹھے ہیں اور ابولہب اور ابوجہل جیسے قریشی سردار لعنت کے مستحق ٹھہرائے گئے۔

یہ سب کچھ کیوں ہوا نہ صرف اس لیے کہ یہ احکام انہوں نے اپنے اس محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زبان سے سنے جسے وہ اپنی جانوں، اپنے اموال اور اپنی آل اولاد سے زیادہ محبوب جانتے تھے۔ خدا کو تو انہوں نے دیکھا ہی نہ تھا۔

اور جب ہزار خوبیوں کی یہ خوبی اور ہزار برکتوں کی یہ برکت ان کی زندگی پر سایہ فگن ہوتی تو بادشاہوں کے تاج ان کے قدموں میں ڈال دیئے گئے اور انہیں پوری زمین کا وارث بنا دیا گیا۔ اس کروفر کے ساتھ کہ تمام انسانی بستیوں کے فیصلے ان کی منشا کے مطابق طے پاتے تھے۔

ان مقدس لوگوں کے مقابلے میں جو ہر لحاظ سے خلافتِ ارضی کے مستحق تھے ہمارا حال کیا ہے؟ کہ یہ نہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر حکم کو ڈھٹائی سے توڑتے ہیں اور قریب قریب ہر معاملے میں بغاوت کا علم بلند کیے ہوئے ہیں۔ اور اس سلسلے میں انتہائی شرمناک صورت یہ ہے کہ عمل کے میدان میں ان حضرات کا حال بھی قوم کے جہلا سے مختلف نہیں جو حُبِّ رسولؐ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دعویدار اور اسلام کو اپنا اوڑھنا بچھونا ثابت کرنے پر اصرار کرنے والے ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دنیا کی محبت اور مال و دولت کی حرص سے دامن بچانے کا حکم دیا اور ہمارا حال یہ ہے کہ بعض حالات میں ہم نے حبِّ رسول کے دعویٰ تک کو دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ بنا رکھا ہے! انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تک قرآن مجید کا یہ روشن اور واضح حکم پہنچایا۔ کہ اللہ کی رسّی کو مل کر مضبوطی سے تھامے رکھنا اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔ لیکن ہم موت اور تباہی کو اپنے سروں پر مسلط دیکھ کر بھی آپس کی سر پھٹول سے باز نہیں آتے۔ ہم نے دین کی سب سے بڑی خدمت ہی اسی بات کو سمجھ رکھا ہے کہ ایک دوسرے کو بے آبرو کریں اور کافر قرار دے کر اس کے درپئے آزار ہو جائیں

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کے احکام ہم تک بھی اسی طرح پہنچائے ہیں جس طرح اپنے زمانے کے مسلمانوں کو پہنچائے تھے لیکن عملی طور پر ہمارا حال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ان "قبیلوں" سے بھی بدتر ہے جنھوں نے کہہ دیا تھا۔ جا تو اور تیرا خدا ہی جہاد کرے۔ ہمیں اپنے اموال یہودیوں سے زیادہ عزیز اور اپنی جانیں زنخوں سے زیادہ پیاری ہیں۔

○ اللہ کے سچّے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حق شناسی، انصاف نیک چلنی اور ایمانداری کا حکم دیا ہے لیکن ہم نے ہر بے ایمانی اور بدچلنی کو اپنے لیے جائز اور ہر اچھائی کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔ ہماری بستیوں میں جوئے خانوں، عصمت فروشی کے اڈوں، تشربازوں کے تکیوں اور لہو و لعب میں مبتلا رہنے والوں کی محفلوں کی کس قدر کثرت ہے، اور ہم رشوت جعلسازی کذب وافترا اور دوسرے کبائر پر کس قدر دلیر ہو گئے ہیں! بلا مبالغہ ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارے متقی بھی جب بات کرتے ہیں تو ان کے منہ سے فساد کی بُو اور عناد کی سڑاند آتی ہے۔

ہم نے مقدس قرآن اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں معانی و مفہوم سمجھنے کی حد تک اس قدر تحریف کر لی ہے۔ کہ نہ کوئی برائی ہمارے ایمان کے لیے خطرہ بنتی ہے اور نہ کسی لودگی سے ہمارے تقویٰ کا لباس میلا ہوتا ہے۔ ہم وحشی جانوروں کی طرح ایک دوسرے پر غرّاتے ہیں اور ڈاکوؤں اور چوروں کی طرح ایک دوسرے کا حق تلف کرتے ہیں۔ یہ سب کیوں ہے؟ یقیناً اس لیے کہ ہم نے حُبِّ رسول کے حقیقی مفہوم کو بھلا کر ایک خود ساختہ مفہوم اپنا لیا ہے۔ اپنے اعمالی و افعال اور اقوال کو قرآن و حدیث کے مطابق بنانے کی جگہ ہم صرف اپنے زبانی دعووں اور قولی عبادات کو ہی حبِّ رسولؐ کی نشانی خیال کرتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہم اوہام کے اس گنبد سے باہر نکل کر قرآن و حدیث کی روشنی میں حُبِّ رسول کے تقاضوں کو سمجھیں اور نورِ محمدی کی مقدس مشعلیں لے کر انسانی بستیوں کو روشن کر دیں، دوسروں کا کیا ذکر خود ہماری آبادیاں اور ہمارے اپنے بچے اس روشنی کو ترس رہے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانی تاریخ کا حیرت انگیز معجزہ

حمید اللہ خاں نیازی ایم۔اے

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکین (التوبہ) کتنی بلند و بالا ہے وہ ذات جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا کہ وہ اسے زندگی کے تمام نظاموں پر غالب کر دے خواہ اس کا یہ کام نظامِ حق کے منکروں کو کتنا ہی ناگوار گزرے اس آیت مبارکہ سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ آپؐ کی رسالت کا مقصد صرف کسی ایک شعبہ میں اصلاح کرنا نہ تھا بلکہ زندگی کے تمام شعبوں کی تعمیر خدائی ہدایت کے مطابق کرنا تھا۔ چنانچہ عہد رسالت کی تاریخ کا مطالعہ صاف صاف واضح کرتا ہے کہ آپ نے افکار و نظریات، اعتقادات و عبادات اخلاق و معاملات، معیشت و سیاست۔ تہذیب و معاشرت الغرض زندگی کے ہر شعبہ اور ہر حصے میں انقلابی اور اصلاحی تبدیلیاں کیں ۱۵، ۲۰ سال کی مختصر مدت میں مٹھی بھر جاں نثاروں کے پُر خلوص تعاون سے ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست جس کی آبادی بمشکل چھ سات ہزار ہوگی پورے عرب کو چیلنج کرتی ہے۔ ہر قسم کی جاہلیت کے مقابلے میں ایک پاکیزہ معاشرہ ابھرتا ہے اور انسانی تہذیب و تمدن کا نمونہ تیار ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ جس کی بنیادیں خدا خوفی، ایثار و قربانی، خلوص و محبت، پاکیزگی اور شرافت پر رکھی گئی ہیں۔

لوگ نہ صرف سیاسی نظام کے تابع ہوئے بلکہ ذہنی اور نظریاتی طور پر تبدیل ہوئے۔ جمی ہوئی جاہلانہ قدریں تیزی سے اکھڑنا شروع ہو گئیں۔ اخلاق بدل گئے، جذبات میں اعتدال۔ اعتقادات میں خلوص پاکیزگی سیاست میں عدل و انصاف اور معیشت میں توازن پیدا ہو گیا۔

جاہل۔ اجڈ اور منتشر مخلوقِ خدا رسالت کے جھنڈے تلے جمع ہوئی اور علم و شعور اور ایمان و ایقان کی دولت سے بہرہ ور ہو کر بے مقصد اور فضول زندگی چھوڑ کر بامقصد اور مفید زندگی سے بہرہ ور ہوئی اور ان میں بحیثیت مجموعی سوچنے کا ایک نیا انداز پیدا ہوا۔ ان کی صدیوں کی عداوتیں باہمی محبتوں میں تبدیل ہو گئیں۔ اگرچہ عرصہائے عرصہ کی طوائف الملوکی ختم کر کے انہیں ایک سیاسی نظام کے تحت لے آنا کوئی چھوٹا کارنامہ نہ تھا مگر اس سے بھی ہزاروں درجہ زیادہ وقیع کارنامہ وہ فکری، اخلاقی اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہذیبی و تمدنی انقلاب تھا جس کی مثال تاریخ عالم میں ملنا ممکن نہیں۔ آپ کا دیا ہوا ضابطہ حیات انسانی فطرت کے اس قدر مناسب ثابت ہوا کہ اس کی برکت سے انتشار و افتراق اور طوائف الملوکی اپنی موت آپ مر گئی۔ آپ کی سیاسی بصیرت نے ایک چھوٹی سی مدنی سلطنت کو اتنا وسیع کیا اور پھر اس میں اتنا استحکام پیدا کر دیا کہ روم و ایران کی متمدن اور مضبوط ترین قومیں اسے خراج دینے پر مجبور ہو گئیں۔ ابھی ایک صدی بھی نہ گزری تھی کہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد میں اسلامی سلطنت مغرب میں سرحدِ فرانس سے نکل کر خلیج بسکے تک پھیل گئی اور مشرق میں اس کی حدود ماوراء النہر سے آگے سرحد چین تک، سارا وسطی ایشیا اور شمالی افریقہ ایک خلیفہ کے زیرِ انتظام و زیرِ انصرام آگیا۔ تاریخ انسانیت میں ایسی بے مثال و وسیع و عریض مملکت برطانیہ کو اپنے عروجِ اقبال کے اس دور میں بھی میسر نہ ہوئی جبکہ یہ مقولہ زبان زد عام تھا کہ برطانیہ کی سرزمین میں سورج غروب نہیں ہوتا۔

یہ رسالت مآب ہی کی برکت تھی کہ دنیا بھر کی تہذیب و تمدن کی باگ ڈور مسلمانوں کے ہاتھ میں آ گئی جس کا اثر اتنا گہرا ہوا کہ عراق، شام، فلسطین، مراکش، مراکو، ٹیونس اور الجزائر کی اپنی مادری زبانیں تک تبدیل ہو کر عربی بن گئیں۔ پوری تاریخ انسانیت ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ دنیا کا کوئی انقلاب اس قدر گہرے نقوش ثبت نہ کر سکا کہ مختلف ممالک کی اپنی مادری زبانیں بھی تبدیل کر کے رکھ دے۔

علوم و فنون محمد مصطفےٰ ﷺ نے جس تحریک کی بنیاد رکھی اس کی بنیادیں عقل و شعور پر مبنی تھیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دینی و سائنسی اور نقلی و عقلی علوم پروان چڑھنے لگے۔

جس دور میں پورا یورپ اور عصرِ حاضر کی مہذب مغربی دنیا سائنسی ترقی علم و فن کے نام تک سے آگاہ نہ تھی اس وقت سپین کے مسلم اطباء علمِ طب میں ترقی کی اس انتہا کو پہنچ چکے تھے کہ انسان کا دل باہر نکال کر کامیاب اپریشن کر لیتے۔ اور بعید ترین سیاروں کا فاصلہ اور ان کی رفتار معلوم کر لی تھی اور یہ وہ حقائق ہیں جن کا اعتراف خود مستشرقین نے حیرت و استعجاب کے عالم میں کیا ہے۔ ملاحظہ ہو جارج سارٹن کی تصنیف (سائنسی تاریخ کا ایک تعارف)

ہر قوم کا عروج و زوال اس کے اصولوں پر پختہ یقین اور ان پر کاربند رہنے میں ہوتا ہے اہلِ مغرب کی دنیاوی ترقی کا یہی راز ہے لیکن مسلمان جنہیں اعلیٰ ضابطوں اور ایمان کی بدولت دارین کی فوز و فلاح کا ضامن ٹھہرایا گیا تھا وہ بے یقینی اور بے عملی کی حالت میں ذلیل و خوار ہو گئے۔ آج بھی اس نعمتِ گم گشتہ کو واپس لانے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے دینِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے تمسک و اعتصام جس کی بنیاد "کاشانۂ ختم الرسل سے محبت و وابستگی اور تعلق و وارفتگی" پر ہے۔ چنانچہ دشمنانِ اسلام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے اس تعلق کو منقطع کرانے کے لیے مشرق و مغرب میں ہمہ تن مصروف ہیں کبھی وہ مسلمانوں کو پھاڑنے کے لیے نئی نبوت کا فتنہ کھڑا کرکے اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور کبھی سوشلزم اور کمیونزم کا سرخ جال بچھاتے ہیں۔ کبھی منکرین حدیث اور اہل قرآن کی شکل میں مسند آرا ہوتے ہیں اور کبھی مسلمانوں کی سلطنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے مٹا دینے کے منصوبے بنا رہے ہوتے ہیں۔ ۔ ۔ کیونکہ تمام باطل قوتیں ملتِ واحدہ ہیں اور انہیں شدید خطرہ ہے کہ اگر مسلمان دین اسلام پر استقلال و استقامت سے جم گئے تو ہماری جڑیں تک کھود ڈالیں گے۔ اور قابلِ افسوس تو یہ بات ہے کہ نادان مسلمان کفار کی سازشوں کو سمجھنے کی بجائے ان کا شکار ہو رہا ہے جیسے ڈاکٹر اقبال نے یوں بیان کیا ہے ؎

چاک کر دی ترکِ ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

اور نئی نبوت کی یوں نقاب کشائی کی:-

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گرِ اقوام ہے یہ صورتِ چنگیز

اور مغربی تہذیب کے دلدادہ مسلمانوں کو یہ حقیقت سمجھائی کہ ؎

کی ترقی جو مسلماں نے فرنگی ہو کر
یہ فرنگی کی ترقی ہے مسلماں کی نہیں

اور اسلام کے ساتھ سوشلزم کا پیوند لگانے والے منافقانہ رویہ رکھنے والوں کو یوں نصیحت کی:-

؎ باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

یہ حقیقت ہے کہ جس کی محبت دل میں گھر کر جائے اس کی یاد دل میں مستقل طور پر جاگزیں ہو جاتی ہے۔ رسولِ پاکؐ سے محبت کا دعویٰ ہو اور پھر ان کا اسوۂ حسنہ نظر انداز کر دیا جائے یہ دونوں متضاد چیزیں ہیں۔ اگر آپؐ سے محبت ہے تو پھر آپؐ کا ہر حکم اور ہر فعل زندگی کا جزو بننا لازمی ہے۔ جتنی محبتِ رسولؐ کم ہو گی اتنا ہی آپؐ کے ارشادات پر عمل کرنا دشوار ہو گا۔ اذان کی آواز سن کر مسجد میں نہ جانا، رزقِ حلال کی بجائے حرام کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنا، رسولِ پاکؐ کی واضح ہدایت کے باوجود شراب اور زناکاری میں مبتلا ہو کر دین و دنیا برباد کرنا۔ مسلمان عورتوں کا شریعت کی حدود توڑ کر غیروں کی نظر میں محبوب ہونے کے لیے نیم عریاں ہونے سے گریز نہ کرنا۔ سودی کاروبار اور جھوٹ و فریب کو ہوشیاری سمجھنا، سبھی کچھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری اور دشمنی کے اظہار کے مختلف رُوپ ہیں، جنہیں دیکھ کر شیطان اور اس کے چیلے خوش ہوتے ہیں اور مزید حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

افسوس مسلمان اس حدیث کو بھول گیا کہ شرم اور ایمان کبھی علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ اور محمد مصطفیٰ سے محبت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ بُرے اخلاق میں عبادت ضائع ہو جاتی ہے۔ اور دکھاوے کی ہر نیکی برباد ہو جاتی ہے۔ اور رزق حرام کے ساتھ عبادت قبول نہیں ہوتی۔ یہ تمام فراموشیاں شیاطین مغرب کی پیدا کردہ ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان کبھی ذلیل اور مغلوب نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا تعلق حضرت محمد مصطفیٰ اور آپ کے اسوۂ حسنہ سے ہے اور وہ اس پاکیزہ تعلق کو ختم کرنے کے لیے ہمہ تن مصروف ہیں۔ اور ان کا مطمعِ نظر یہ ہے ؎

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو
فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

آج باطل قوتوں کی سازشوں کو سمجھنے اور اپنی نیتوں کو درست کرنے اور محمد مصطفیٰ سے محبت کی بنیاد پر اپنی زندگی ان کے اسوۂ حسنہ کے مطابق ڈھالنے اور نئی نسل کو محمد عربی کی تعلیم دینے اور باہمی اتفاق و اتحاد کی ضرورت ہے۔ جس کے بعد انشاء اللہ وہ دن دور نہ ہوگا کہ یہی راندے ہوئے مسلمان اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مستحق بنا لیں گے اور مشرق و مغرب کی قیادت مسلمانوں کے ہاتھ میں آجائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم ایماندار ہو تو دنیا بھر میں غالب تم رہو گے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر الانام — تالیف: حافظ ابن قیم الجوزیہ — ترجمہ: قاضی محمد سلیمان منصور پوری — قیمت: ۲۴/ روپے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام اور اس سے متعلقہ جملہ مسائل و مباحث پر منفرد اور مفصل تالیف
کتاب کی علمی حیثیت کے لیے مصنف علامہ کا نام نامی ہی دائمی ضمانت ہے اور قاضی صاحب مرحوم کا اردو ترجمہ نورٌ علیٰ نور کا مصداق ہے۔ یہ شاہکار اس موضوع پر علم و معرفت اور ایمان و بصیرت کا مشترکہ حاصل ہے

ملنے کا پتہ:۔ اسلامی اکادمی ۔ اردو بازار لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

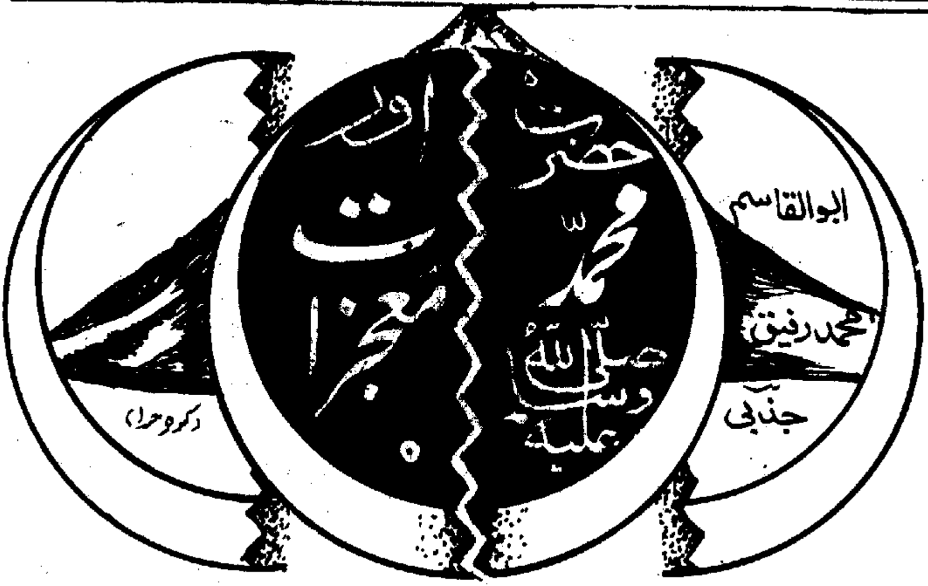

اللہ تعالیٰ اپنے انبیائے کرام کو نوعِ انسانی کی ہدایت و رہنمائی کے لیے مختلف زمانوں کے اندر اور مختلف قوموں کے درمیان مبعوث فرماتا ہے اور ان کی نبوّت کی حقانیت پر بہت سی باطنی اور ظاہری شہادتیں فراہم کر دیتا ہے تاکہ حقیقت شناس انسان ان کی باطنی شہادتوں کا مشاہدہ کرکے ان کو برحق تسلیم کر لیں اور سطح بین لوگ ان کی ظاہری دلیلوں کو دیکھ کر اُن پر ایمان لے آئیں اور جو کج فہم ہوں ان پر حجت تمام کر دی جائے۔

چنانچہ انبیاء علیہم السلام کی صداقت و عصمت، امانت و دیانت، ارشاد و دعوت، تعلیم و تبلیغ اور تزکیہ و حکمت ہی اُن کی باطنی نشانیاں اور علامتیں ہوتی ہیں جنہیں اہل بصیرت کی نظریں دیکھ لیتی ہیں اور ان کی نبوّت پر گواہی دے دیتی ہیں۔

فی الحقیقت انبیاء کا سراپا وجود ہی ان کی نبوّت کی اصل شہادت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہنے والوں نے کبھی ان سے ظاہری نشانیوں ـــ معجزات کا مطالبہ نہیں کیا ہے۔ اُن السابقون الاوّلون کے ایمان نے کسی معجزے کی طلب سے اپنا دامن داغدار نہیں کیا۔ ان کی دیکھنے والی آنکھ کے لیے نبی کا سراپا وجود، ان کے سننے والے کان کے لیے اس کی آواز، اور ان کے سمجھنے والے دل کے لیے اس کا پیغام ہی اپنے اندر وہ اعجاز رکھتا تھا کہ اُن کی گردنیں بے اختیار اس کے آگے جھک جاتی ہیں ؎

در دل ہر کس کہ دانش را مزہ است — روئے و آوازِ پیمبر معجزہ است

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی "نبی کی آواز اور چہرہ پہچاننے والے دل کے لیے معجزہ ہوتا ہے" مولانا رومؒ

حضرت ہارونؑ اور حضرت یوشعؑ کا موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر مان لینا کسی معجزے کا رہین منت نہیں تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے "اعجازِ مسیحائی" کے مشاہدے کے بعد آسمانی دولت سے بہرہ حاصل نہیں کیا تھا۔ حضرت خدیجہؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عمرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرشتوں کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھ کر یا چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا نظارہ کرکے ایمان قبول نہیں کیا تھا۔

لیکن دنیا میں کوتاہ فہموں اور ظواہر پرستوں کا ایک بہت بڑا گروہ ایسا بھی بستا ہے جسے مشاہدۂ معجزات کے بغیر اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔ اس گروہ کے لوگوں کے غنچہ ہائے دل کے کھلنے کے لیے کسی معجزے کی بادِ صبا کا خرام ضروری ہوتا ہے تاکہ اس سے یہ غنچے کھل کر یوں گویا ہوں کہ — اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ، رَبِّ مُوْسٰی وَھَارُوْنَ[1] — یا پھر ایسے لوگ جب کبھی دائرۂ اسلام میں داخل ہوں اور کوئی معرکۂ حق و باطل برپا ہو تو فرشتوں کی قطار اندر قطار فوجوں کی نصرت و تائید سے ان کے مضطرب دلوں کو دولتِ سکون و اطمینان سے مالا مال کر دیا جائے۔

بایں ہمہ ایک گروہ ایسا بھی ہوتا ہے جو اگرچہ طلبِ معجزات میں سب سے آگے ہوتا ہے لیکن اس گروہ کے نمرود اور ابوجہل اپنے کفر و جحود کی وجہ سے آگ کو گلستان ہوتے دیکھ لینے کے باوجود اور چاند کے دو ٹکڑے ہوتے دیکھنے کے باوصف، نعمت ایمان سے محروم ہی رہتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے قرآنِ حکیم کا ارشاد یہ ہے وَمَا تُغْنِی الْاٰیٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ[2]

متکلمین کی اصطلاح میں معجزے کی تعریف یہ ہے کہ "کسی نبی سے کسی ایسے واقعے کا ظہور ہونا جو عام حالات میں انسانی دسترس سے باہر ہو اور جس کی توجیہہ سے عقلِ انسانی عاجز ہو۔"

محدثین نے اس کے لئے 'علامت' اور 'دلیل' کے الفاظ استعمال کیے ہیں اور قرآن نے اسے 'آیت' اور 'برہان' سے تعبیر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو خالق اور حاکم تسلیم کر لینے کے بعد معجزے کی حیثیت قانونِ فطرت کے ایک خارق کی نہیں رہتی بلکہ قانونِ فطرت کے عین مطابق ہو جاتی ہے کیونکہ جو ارادۂ الٰہی فطرت کے سلسلۂ اسباب و علل کا خالق ہے وہی اس کے عمل سے مانع ہو جاتا ہے۔ اس طرح

---

[1] ہم پروردگارِ عالم پر ایمان لائے، جو موسیٰؑ اور ہارونؑ کا رب ہے (الشعراء ۴۷، ۴۸)

[2] کفر کا راستہ اختیار کرنے والوں کے لیے اللہ کی نشانیاں اور تنبیہات بے سود ہیں (یونس ۱۰۱)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی توجیہہ بھی ارادۂ الٰہی کے ایک عمل سے کی جا سکتی ہے۔

خالقِ کائنات نے مختلف انبیائے کرام کو مختلف حالات و مقتضیات کے تحت مختلف معجزوں سے نوازا تھا۔ کسی کی بددعا نے اس عالم پر طوفان بن کر قیامتِ صغریٰ بپا کر دی تھی۔ کسی کے وجودِ مسعود سے آتشِ نمرود کا الاؤ یکایک گلزار میں تبدیل ہو گیا تھا۔ کسی کی تیز قوتِ شامہ نے سینکڑوں میل دور سے پیراہنِ یوسفؑ کی خوشبو محسوس کر لی تھی۔ کسی کو 'تاویل الاحادیث' کے مخصوص علم سے وافر حصّہ ملا تھا۔ کسی کے ہاتھوں میں سخت لوہا موم ہو جاتا تھا۔ کسی کا تختِ سلطنت ہواؤں میں اڑتا پھرتا تھا۔ کسی کے عصا کی ایک ہی ضرب سے پتھروں سے چشمے ابلنے لگتے اور کبھی دریاؤں میں شاہراہیں بن جاتی تھیں۔ کسی کے نفسِ مسیحائی سے اندھوں کو بینائی، گونگوں کو گویائی، کوڑھیوں کو صحت اور مُردوں کو زندگی مل جاتی تھی ——— لیکن ——— نبی آخر الزمان، مکمّل الشرائع والادیان، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درگاہِ حق سے دوسرے تمام انبیاء سے بڑھ کر معجزات عطا ہوئے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ:

لِكُلِّ نَبِيٍّ فِي الْاَنَامِ فَضِيْلَةٌ وَجُمْلَتُهَا مَجْمُوْعَةٌ لِمُحَمَّدٍ[۱]

معجزۂ قرآن

حضورؐ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے۔ سابقہ انبیاء کرام کے معجزوں کی نوعیّت، حیثیت اور تاثیر عارضی اور وقتی تھی مگر آپ کا یہ معجزۂ قرآن اپنی نوعیّت و حیثیت کے لحاظ سے دائمی اور تا قیامت باقی رہنے والا ہے۔ اس کی قوّتِ تاثیر بنی نوعِ انسان کے قلوب و اذہان کو قیامت تک مسخّر کرتی رہے گی۔ یہ کتاب ہر لحاظ سے معجزہ ہے۔ اس کے الفاظ و معانی، اس کی فصاحت و بلاغت، اس کی تعلیم و ہدایت، اس کا زورِ استدلال اور اس کی قوّتِ نفوذ و تاثیر سب معجزہ ہیں۔ دنیا اس کے مثل کلام لانے سے بے بس ہے۔ اس کی یہی صفتِ اعجاز تھی جس سے عرب و عجم کے بڑے بڑے فصحاء و بلغاء اور شعراء و ادباء تک کی زبانیں گنگ ہو گئی تھیں جب اُن کے سامنے اس نے اپنا یہ چیلنج رکھ دیا تھا کہ ——— اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ[۲]

اور اس چیلنج کا جواب دینے سے دنیا ہمیشہ قاصر رہی ہے اور قیامت تک قاصر رہے گی۔

---

[۱] دیگر مخلوقات پر ہر نبی کو ایک نہ ایک فضیلت حاصل ہے لیکن تمام فضائل کا مجموعہ ذاتِ محمدؐ ہے۔

[۲] اور اگر تم کو اس (کتاب) میں کچھ شک ہو تو اسی طرح کی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ اور خدا کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں ان کو بھی بلا لاؤ اگر تم سچے ہو۔ (البقرہ : ۲۳)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا۔ [۱]

پھر یہ کتابِ ہدایت، روزِ اوّل سے محفوظ و مصئون ہے۔ اس میں آج تک کسی ایک نقطے اور کسی ایک شوشے تک کی تحریف نہیں ہوئی اور نہ ہی کبھی ہو سکتی ہے۔ اس کی حفاظت و صیانت کا ذمہ خود پروردگارِ عالم نے لے رکھا ہے — اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ۔ [۲]

اس سے بڑھ کر یہ کہ اس "نسخۂ کیمیا" کو دنیا کے سامنے لانے والی شخصیت ایک اُمّی کی شخصیت تھی جس نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا۔ جس نے کسی کے آگے زانوئے تلمذ تہہ نہیں کیا تھا اس نے سب کے سامنے علم و حکمت اور موعظت و معرفت کا وہ عظیم الشان دفتر پیش کر دیا جس نے دل و دماغ بدل ڈالے، ذہنیتیں بدل ڈالیں، رواج بدل ڈالے، رسوم بدل ڈالیں، افراد بدل ڈالے اقوام بدل ڈالیں، تمدن بدل ڈالے اور تہذیبیں بدل ڈالیں۔ جس نے عرب کے ریگستانوں میں بسنے والے خانہ بدوش شتربانوں کو اصولِ جہانبانی سکھائے اور وقت کے قیصر و کسریٰ کے تخت پر بٹھا دیا۔ جس نے درماندگانِ عقل و خرد کو کائنات کے ذرّے ذرّے کی حقیقت سے آشنا کر دیا۔

شقِّ قمر

کفارِ مکہ نے ایک بار رات کے وقت مقامِ منیٰ میں حضورؐ سے معجزہ طلب کیا تو آپؐ نے انگلی کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کر دکھایا۔ ایک ٹکڑا کوہِ حرا کے اس طرف نظر آیا اور دوسرا اُس طرف۔ [۳] یہ دیکھ کر کفارِ مکہ نے کہا کہ محمدؐ نے ہم پر جادو کر دیا ہے۔ بعض کہنے لگے کہ اگر ہم پر جادو کر دیا ہے تو تمام دنیا پر تو وہ جادو نہیں کر سکتے۔ چنانچہ دیگر مقامات سے آئے ہوئے مسافروں سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے بھی یہی مشاہدہ بیان کر دیا۔ [۴]

ستون کا رونا

مسجدِ نبوی میں منبر تیار ہونے سے قبل حضورؐ مسجد میں کھجور کے تنے کے ایک ستون سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب منبر تیار ہوا تو آپؐ نے منبر پر کھڑے ہو کر جمعہ کا خطبہ دینا شروع کیا تو اچانک اس ستون سے زار و قطار رونے کی آواز آئی۔ تمام حاضرینِ مسجد نے اس کے رونے کی آواز سنی۔ آپؐ منبر سے اتر کر اس ستون کے پاس گئے اور سینے سے لگا کر

---

[۱] لیکن اگر تم ایسا نہ کر سکو اور تم ہرگز نہیں کر سکو گے۔ (البقرۃ: ۲۴)

[۲] بیشک یہ (کتاب) نصیحت ہے جو ہم نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں (الحجر: ۹)

[۳] البخاری و مسلم عن انس بن مالک رضؓ۔

[۴] مسند ابی داؤد الطیالسی والبیہقی عن عبداللہ بن مسعود رضؓ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے تسلّی دی تو اس کے رونے کی آواز بند ہو گئی۔ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا "اس کے رونے کا سبب یہ تھا کہ یہ پہلے خدا کا ذکر سنا کرتا تھا" لہ

کھجوروں کے ڈھیر کا بڑھ جانا ایک دفعہ حضرت جابرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضورؐ میرے والد کے ذمّے یہودیوں کا قرض تھا اور وہ خود فوت ہو گئے ہیں۔ میرے پاس سوائے کھجوروں کے اور کچھ نہیں ہے اور صرف کھجوروں سے میں کئی برس تک قرض ادا نہیں کر سکتا۔ آپ میرے نخلستان میں تشریف لے چلیں تاکہ آپؐ کی تعظیم سے قرض خواہ مجھ پر سختی نہ کریں۔ آپؐ ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور کھجوروں کے ڈھیر کے ارد گرد چکر لگا کر دعا کی اور وہیں بیٹھ کر فرمایا "قرض خواہ اپنا اپنا قرض لیتے جائیں" آپ کی دعا کی برکت سے ان کھجوروں کے ڈھیر سے سارا قرض ادا ہو گیا اور کھجوروں کا ایک بڑا ڈھیر پھر بھی باقی بچ رہا۔ ۲ھ

انگلیوں سے پانی کا چشمہ بہنا صلح حدیبیہ کے روز صحابہ کرامؓ کو سخت پیاس لگی۔ حضورؐ کے سامنے چمڑے کے ایک برتن میں کچھ پانی تھا۔ آپؐ نے اس سے وضو کرنا شروع کیا تو تمام صحابہؓ آپؐ کی طرف تیزی سے بڑھے۔ آپ نے پوچھا "کیا بات ہے"؟ عرض کرنے لگے "ہماری ضروریات کے لیے صرف یہی پانی تھا" آپؐ نے اس کے اندر ہاتھ ڈال دیا اور آپؐ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے کی طرح پانی جاری ہو گیا۔ ڈیڑھ ہزار کے قریب صحابہؓ نے اس پانی سے وضو کیا اور سیر ہو کر پانی بھی پیا۔ ۳ھ

نام بنام مقتولینِ بدر کی خبر معرکۂ بدر سے کچھ دیر قبل حضورؐ میدانِ بدر میں صحابہؓ کو ساتھ لے گئے اور فرمایا "یہاں فلاں کافر ہلاک ہو گا اور وہاں فلاں مشرک مارا جائے گا اور قریش کے سردار ابوجہل کی قتل گاہ یہ ہے" صحابہؓ کے قلیل اور کم مسلّح لشکر کے لیے یہ پیشین گوئی بڑے اطمینان کا سبب بنی اور انہوں نے جنگ کے بعد دیکھا کہ حضورؐ نے جس مقتول کے لیے جو جگہ متعین فرمائی تھی وہ وہیں ڈھیر تھا۔ ۴ھ

سلطنتِ کسریٰ کی تباہی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ اسلام کے لیے

لہ البخاری عن جابرؓ بن عبداللہ ۲ھ البخاری عن جابرؓ بن عبداللہ۔
۳ھ صحیح البخاری۔ ۴ھ الصحیح المسلم۔ غزوہ بدر۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایران کے شہنشاہ کسریٰ کے نام خط بھیجا تو اس نے وہ خط پھاڑ کر پھینک دیا۔ آپؐ نے اس کے لیے بد دعا فرمائی "خدایا! اس کے بھی پُرزے پُرزے اڑ جائیں"۔ چنانچہ اسی بد دعا کے نتیجہ میں وہ بیٹے کے ہاتھوں قتل ہوا۔ آخر کار دورِ فاروقی میں اس کی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی۔[1]

یہ چند معجزاتِ نبوی، مُشتے از خروارے کے طور پر ذکر کیے گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؐ کی پوری حیاتِ مبارک معجزات سے عبارت ہے ؎

حسنِ یوسفؑ، دمِ عیسٰی، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری[2]

کمالِ عبدیت

پیکرِ لازوالِ عبدیت — آپ ہی ہیں کمالِ عبدیت
آپ ہی کے ظہور سے قائم — آبروئے جمالِ عبدیت
آپ کے دم سے بن گئی ہے گہر — بے حقیقت سفالِ عبدیت
ہو گئی آپ کے توسل سے — عرش پیما، جمالِ عبدیت
بن گئے آپ عرش کی زینت — اللہ اللہ! کمالِ عبدیت
تربیت کی خدا نے کچھ ایسی — بن گئے آپ حالِ عبدیت
آپ ہی نے اسے سنبھال لیا — ہو رہی تھی نڈھال، عبدیت
بن کے رحمت عطا ہوئی ہم کو — آپ ہی کی بے مثال عبدیت
آپ ہی تو ہیں سرورِ کونین — ہاں بفیضِ جلالِ عبدیت
آپ ہی ہیں فقط خدا کی قسم — منتہائے کمالِ عبدیت
ہوتا شامل نہ آپ کا جو کرم — تھا دگرگوں مآلِ عبدیت

آپ کے فیضِ خلق سے طاہرؔ
ہو گئی خوش خصالِ عبدیت

طاہر قریشی

---

[1] الصحیح البخاری - کتاب الجہاد

[2] تیرے پاس حسنِ یوسف ہے، دمِ عیسٰی ہے اور یدِ بیضا ہے۔ دوسرے خوبرُوؤں کے پاس جو کچھ بھی ہے تجھے حاصل ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسولِ مقبولؐ ایک مقنّن کی حیثیت سے

عنایت اللہ وارثی

آنحضرتؐ کی سیرت بیان کرتے وقت آج کل آپؐ کو مختلف حیثیتوں میں علیحدہ علیحدہ پیش کرنے کا رواج ہے۔ ان میں سے آپؐ کی "قانون ساز" ہونے کی حیثیت اہم ترین ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ ریاست و سیاست کے تین شعبوں مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ میں بنیادی اہمیت مقننہ کو حاصل ہے کیونکہ انتظامی اصلاحات اور عدل و انصاف کا پہلا مرحلہ متوازن قانون سازی ہی ہے۔ دوسرا اس وجہ سے کہ یہ مسئلہ شروع ہی سے معرکۃ الآراء بنا ہوا ہے کہ خود سنت کو قرآن سے کیا تعلق حاصل ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیلات جس قدر نازک ہیں اسی قدر موجودہ دور میں ان کے بارے میں ذہنوں کی صفائی کی ضرورت ہے تاکہ بدلے ہوئے حالات میں بھی شریعت کو اس کے مالک کی مرضی کے مطابق اپنایا یا نافذ کیا جا سکے۔ یہ بھی واضح رہے کہ آنحضرتؐ کی یہ حیثیت اہم ترین ہونے کے ساتھ ساتھ جامع ترین بھی ہے کیونکہ اسلام انسانی زندگی کو ایک وحدت قرار دے کر اس کا مکمل ضابطۂ حیات مقرر کرتا ہے لہذا آنحضرتؐ کی قانون سازی بھی اس مکمل وحدت کے لیے ہے۔ اس موضوع کے متذکرۃ الصدر دو پہلوؤں میں سے پہلے کے بعض گوشے ذیل میں اجاگر کیے گئے ہیں جبکہ دوسرے پر کچھ بحث رسول مقبولؐ نمبر (حصہ اول) میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ (ادارہ)

آنچہ مے گوئی کہ آں بہتر ز حسن
یار من ایں دارد و آں نیز ہم

قانون کی اصل غرض و غایت معاشرے میں امن و امان کا قیام اور ہر شخص کے ہر جائز حق کی حفاظت و نگہداشت ہے۔ پہلے حصہ کا زیادہ تعلق ضابطہ فوجداری سے اور دوسرے کا دیوانی سے۔ اسے عدلیہ اور انتظامیہ کے دو شعبوں پر بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے ــــ ہر وہ قانون جو اس غرض کو پورا کرے گا اور جس قدر زیادہ اچھی صورت میں پورا کرے گا اسی قدر وہ قانون قابلِ اعتماد، زیادہ قابلِ تعریف، زیادہ مقبول اور زیادہ مفید ہو گا۔ اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اس قانون کو پیش کرنے والا بھی اسی قدر زیادہ محسنِ انسانیت اور زیادہ سے زیادہ تحسین و آفرین کا مستحق ٹھہرے گا۔

محسنِ عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس شخصیت کو ایک مقنن کی حیثیت سے دیکھنے کے لیے آپ کے پیش کردہ قانون اور قانون کے نتائج کو دیکھنا بالعموم ضروری ہے اور بالخصوص ان گہری بنیادوں پر بھی غور کرنا ضروری ہوگا جو ان مشہور اور عام فہم نتائج اور تاریخی حقائق کے نہایت لطیف، دُور رس فطری وجوہ و اسالیب اور محرکات ہیں جن وجوہ و اسالیب اور محرکات نے اس قانون کو قابلِ عمل، سہل القبول اور مقبولِ عام بنایا۔ کیوں کہ کوئی قانون بہتر سے بہتر کیوں نہ ہو جب تک اُس پر عمل نہ ہو بے کار محض ہوتا ہے۔ اور اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اسلامی قانون کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ یہ رواج و نفاذ کی خود ایک زندہ قوت اور تحریک ہے۔

جہاں تک قانون کی ترتیب کا تعلق ہے یہ قانون خالقِ کائنات کا بنایا ہوا ہے۔ مخلوق کے کسی فرد کا اس میں دخل نہیں۔ خلیفۃ اللہ حضرت آدم علیہ السلام سے چل کر آج تک ہر پیغمبر نے یہی وضاحت کی ہے۔ خدا ہی کی حاکمیت کو منوایا ہے اور خدا ہی کا قانون پیش کیا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ (سورہ نساء رکوع ۹)

ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اسی لیے بھیجا ہے کہ اذنِ خداوندی کی بنا پر اس کی اطاعت کی جائے۔

انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت اور دنیا کے سیاسی حکمرانوں کی حکومت میں یہی سب سے بڑا مابہ الامتیاز ہے کہ جہاں سیاسی حکمرانوں نے عوام کو اپنے زیرِ فرمان رکھنے اور انہیں اپنی غلامی کا طوق پہنانے کی کوشش کی ہے وہاں انبیاءؑ کی مقدس جماعت نے عوام کو اپنے ہم جنس بندوں کی غلامی سے نجات دے کر خدا کا بندہ بنانے کی مہم چلائی ہے جس کی بندگی اور غلامی سے کسی کو عار و استنکار نہیں ہو سکتا۔

مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَہُ اللّٰہُ الْکِتٰبَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّۃَ ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ کُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا کُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْکِتٰبَ وَبِمَا کُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۙ وَلَا یَاْمُرَکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِکَۃَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَیَاْمُرُکُمْ بِالْکُفْرِ بَعْدَ

کسی انسان کا یہ کام نہیں کہ اللہ تو اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کے بجائے تم میرے بندے بن جاؤ۔ وہ تو یہی کہے گا کہ سچے اللہ والے بنو جیسا کہ اس کتاب کی تعلیم کا تقاضا ہے جسے تم پڑھتے اور پڑھاتے ہو۔ وہ تم سے ہرگز یہ نہ کہے گا کہ فرشتوں یا پیغمبروں کو اپنا رب بنا لو کیا ممکن ہے کہ ایک نبی تمہیں کفر کا حکم دے جب کہ تم مسلم ہو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (آل عمران)

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ (النساء - ۴۴)

مسیح اس بات کو عار نہیں سمجھے گا کہ وہ اللہ کا ایک بندہ ہو اور نہ مقرب ترین فرشتے اس کو عار سمجھتے ہیں۔

اس مقدس دعوت میں یہ نفسیاتی تحریک بنیادی حیثیت سے شامل ہے کہ وہ انسان جو اپنے ہم جنسوں کی غلامی میں زندگی بسر کرنا قطعاً پسند نہیں کرتا اسے خدا کے ترتیب دیئے ہوئے ایک ایسے قانون کی سرپرستی کا آرام دہ سایہ نصیب ہو گیا جو لم یلد ولم یولد کا بنایا ہوا ہے جس میں کسی کی طرفداری کا شائبہ تک نہیں۔ قانون بنانے والے سے اپنی رعایا کی زندگی کا کوئی گوشہ پوشیدہ نہیں، کوئی تقاضا نظر سے اوجھل نہیں کسی تقاضے کا پورا کرنا اسے مشکل نہیں۔

قانونی پابندی کی مشکل کا حل

قانون کوئی بھی ہو آخر پابندی کا تقاضا کرتا ہے۔ اور پابندی بہرحال ایک ناگوار حقیقت ہے۔ لیکن خدا کی بارگاہ وہ بارگاہ یا پناہ گاہ ہے جہاں اللہ کے بندوں نے یہی التجا پیش کی ہے کہ تیری بے نیاز مشفقانہ تادیب میں بھی ہماری بھلائی ہی بھلائی ہے بارالہا! ہم کو اپنے ہم جنسوں کے رحم وکرم پہ نہ چھوڑ!

مسلط مکن چو منے بر سرم | زدستِ تو بہ گر عقوبت برم
بہ گیتی نہ باشد بتر زیں بدے | جفا بردن از دستِ ہمچوں خودے

علامہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں:

آدم از بے بصرے بندگیٔ آدم کرد | گوہرے داشت و لے نذر قباد و جم کرد
یعنی از خوے غلامی زسگاں خوار تر است | من ندیدم کہ سگے پیش سگے سر خم کرد

اس کے مقابلہ میں خدا کی وہ بندگی اور خدا کے قانون کی وہ پابندی جو اس کا بندہ رضا کارانہ قبول کرتا ہے اور جس پابندی میں قبول و اذعان کی فطری کشش موجود ہوتی ہے وہ دل تنگی کا سامان نہیں ہوتی بلکہ عین راحت ہوتی ہے اور سکون و اطمینان کا سامان بن جاتی ہے یہاں تک کہ اس کا گرفتار گرفتاری پہ نہیں آزادی میں ضائع کیے ہوئے وقت پہ پچھتاتا ہے۔

نالہ از بہر رہائی نکند مرغِ اسیر
خورد افسوسِ زمانے کہ گرفتار نہ بود

مسلماں کی آزادی کے معنی یہی ہیں کہ اسے اس پابندی سے روکنے والی کوئی قوت راہ میں حائل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ رہ جائے۔

خلاص حافظ ازاں زلف تابدار مباد
کہ بستگانِ کمندِ تو رستگار انہند

دیگر بے شمار ایسے فطری محرکات میں سے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ قانون کی پابندی از خود قبول کرنے کے لیے انسان کو آمادہ کرتے ہیں ایک یہ مذکورہ عقیدہ ہے کہ یہ خالق کائنات کا قانون ہے اسے قبول کرنے میں کسی ننگ و عار کا شائبہ تک نہیں بلکہ اس کی پابندی وہ پابندی ہے جو ہر غلامی سے آزاد کر دیتی ہے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

۲۔ دوسری امتیازی خوبی اس میں یہ ہے کہ دنیا کے تمام نئے اور پرانے قوانین کے مقابلہ میں اس قانون کا پیش کرنے والا (صلی اللہ علیہ وسلم) خود بھی اپنے پیش کردہ قانون کا بالکل اسی طرح پابند ہے جس طرح ایک عام شہری۔ بلکہ پہلا پابند خود ہے اور پھر یہ پابندی کسی دوسرے تک پہنچتی ہے۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ (البقرہ۔۲۸۵)

رسول اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اس رسول کو ماننے والے ہیں انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کر لیا ہے یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں۔

اسلامی آئین اور عوامی تحریک

عوام کے لیے اس قانون کو قبول کرنے میں یہ صورتِ حال ایک ایسی فطری تحریک اور ہوئے جنسیت کی ایسی نفسیاتی تسکین کا سامان بن جاتی ہے کہ ہر خاص و عام اس خوشگوار پابندی کے لیے مجبور نہیں بے تاب ہو جاتا ہے۔

بائبل کے مطالعے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لاوی خاندان (نسل ہارون ؑ) کو کس قدر قانونی تحفظ حاصل تھے بلکہ بے شمار مراعات ملی ہوئی تھیں جن میں عوام کا کوئی حصہ نہ تھا۔ سوختنی قربانی صرف اسی خاندان کا حق تھا۔ دنیا کا سب سے بڑا اور پہلا مقنن "منو" جس نے ہندو جاتی کے لیے سمرتی ترتیب دی۔ اسے پڑھ کر دیکھیے کہ اس نے پہلے نسل آدم کو چار ورنوں (طبقوں) برہمن کشتری۔ ویش اور شودر پر تقسیم کر کے ایک نہ ختم ہونے والی بے انصافی کی پائیدار بنیاد رکھ دی اور ہر طبقہ کے علیحدہ علیحدہ حقوق و فرائض

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقرر کیے سب سے اونچے طبقہ برہمن کو قدم قدم پر تحفظات اور مراعات سے نوازا۔ افلاطون کے فلسفہ تک دیکھ جاؤ تو طبقاتی امتیازات قدم قدم پر نظر آئیں گے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیش کردہ قانون کے اجرا و نفاذ میں جو طریق عمل اختیار فرمایا وہ یہ ہے کہ قانون کے سامنے ہر چھوٹا بڑا یکساں تھا۔ یہاں تک کہ خود اپنی ذات بھی مستثنےٰ نہ تھی۔ بلکہ انا اول المسلمین کہہ کر آپ نے اپنے آپ کو سب سے پہلا قانون کا پابند عملاً ثابت کر دیا۔ اور قانون کے احترام کی بے نظیر مثال قائم کر دی۔

قبیلہ مخزوم کی ایک عورت چوری کے جرم میں گرفتار ہوتی ہے، حضرت اسامہؓ بن زید جن سے آنحضرت صلعم نہایت محبت رکھتے تھے، لوگوں نے ان کو سفارشی بنا کر خدمتِ نبویؐ میں بھیجا۔ آپ نے فرمایا اسامہؓ کیا تم حدودِ خداوندی میں سفارش کرتے ہو۔ پھر آپ نے لوگوں کو جمع کر کے خطاب فرمایا "تم سے پہلی امتیں اسی لیے تباہ و برباد ہو گئیں کہ جب معزز آدمی کوئی جرم کرتا تو تسامح کرتے اور معمولی آدمی مجرم ہوتے تو سزا پاتے۔ خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ چوری کرتی تو اس کے بھی ہاتھ کاٹے جاتے۔"

مرض الموت میں آپؐ نے مجمع عام میں اعلان فرمایا کہ میرے ذمہ اگر کسی شخص کا کچھ قرضہ آتا ہو یا کسی جان و مال و آبرو کو کوئی صدمہ پہنچا ہو تو میری جان و مال و آبرو حاضر ہے۔ ایک صحابیؓ نے کہا کہ جنگ بدر کے موقع پر صفیں سیدھی کراتے ہوئے آپؐ نے مجھے تیر کی لکڑی سے چوکا دیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا بدلہ لے سکتے ہو۔ انہوں نے کہا اس وقت میرا بدن ننگا تھا۔ آپؐ نے کُرتہ اتار دیا لیکن صحابیؓ مہرِ نبوت کو بوسہ دے کر عذر خواہ ہوا اور پیچھے ہٹ گیا۔

اسی نظری تعلیم اور عملی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آنحضرت کے جانشین جو اس نظامِ حکومت میں قوم کے سربراہ بنتے رہے اپنی ماتحت عدالتوں اور اپنے مقرر کیے ہوئے ججوں کے سامنے مدعا علیہ کی حیثیت سے اپنے مدعیوں اور مستغیثوں کے برابر مجرموں کے کٹہروں میں کھڑے ہوتے رہے۔ تاریخ کے صفحات اس قسم کے واقعات سے پُر ہیں۔

قانون بھی خالقِ کائنات کا بنایا ہوا اور اس کے اجرا و نفاذ کا یہ امتیازی طرزِ عمل، اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ اسی دور میں دنیا نے وہ امن و اطمینان حاصل کیا، جس کی نظیر انسانی تاریخ میں کسی دوسری جگہ نہیں ملتی۔

۳۔ تیسری امتیازی خوبی اس قانون اور مقنن میں یہ ہے کہ اس نے ایک معیّن روزِ جزا کا عقیدہ دیا جس دن تمام پوشیدہ سے پوشیدہ جرائم کھل کر سامنے آجائیں گے اور دنیا میں ایک دوسرے کو دیئے ہوئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارے دھوکے مغالطے نکل جائیں گے۔ اس عقیدے کو واضح کرنے میں رسول مقبولؐ کے طرزِ عمل کا ایک واقعہ کافی ہے۔

ام سلمیٰؓ کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے حجرہ کے دروازہ کے قریب لوگوں کو جھگڑتے سنا تو آپؐ باہر تشریف لے آئے اور فرمایا۔

إنما أنا بشر وانه يأتيني الخصم فلعل بعضهم ألحن بحجته من بعض فأحسبه انه صادق فقضيته بحق مسلم فانما هي قطعة من النار فليحملها او يذرها	میرے پاس مقدمہ آتا ہے۔ مدعی اپنی چرب زبانی سے دعویٰ ثابت کر دیتا ہے حالانکہ حق دوسری جانب ہوتا ہے، میں اس بیان کے مطابق اس کے حق میں فیصلہ نافذ کرتا ہوں۔ مگر وہ یہ سمجھ لے کہ ایک مسلمان کا مال ناجائز طریقہ سے لینا آگ کو لیتا ہے۔ اب وہ آزاد ہے

اسے قبول کرے یا چھوڑ دے۔

روزِ جزاء کی جواب دہی کا ذمہ دارانہ تصور اس سے زیادہ کیا دلایا جا سکتا تھا کہ آنحضرت صلعم نے اس دن کے فیصلے کے سامنے اپنے فیصلے کو بھی بے حقیقت قرار دے دیا۔ یہ واقعہ ایک طرف آپ کی بے نفسی کی انتہا ہے اور دوسری طرف قانون الٰہی کی پابندی کا وہ ہمہ گیر اثر پیدا کرتا ہے جس سے زیادہ اثر پیدا کرنا ممکن نہیں۔ قرآن مجید کے الفاظ میں سنیئے:

ما كنت بدعا من الرسل وما ادري ما يفعل بي ولا بكم	میں انوکھا رسول نہیں ہوں میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا۔

آپؐ کے اس طرزِ عمل نے اسلام قبول کرنے والوں کے ضمیر کو اس حد تک بیدار کر دیا اور آخرت کے عقیدے نے یہ بیداری اس مقام تک پہنچا دی کہ لوگ قانون کی پابندی ہی میں دنیوی اور اُخروی راحت یقین کرنے لگے۔ ہر مرد عورت نے اس پابندی ہی کو ذریعۂ نجات یقین کر لیا۔ اور یہ یقین معاشری اور معاشی زندگی کے اطمینان اور امن کا مستقل سرمایہ بن گیا۔ اس سلسلہ میں ذیل کے دو واقعات بطورِ شہادت کافی ہوں گے۔

بریدہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ ماعز بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے اللہ کے رسولؐ مجھے پاک کر دیجیے؟ آپ نے فرمایا: تیرا برا ہو لوٹ جا اور اللہ کے حضور توبہ و استغفار کر لے"! راوی کہتا ہے وہ تھوڑی دور تک واپس گئے پھر لوٹ آئے اور پھر یہی کہا کہ "اے اللہ کے رسولؐ مجھے پاک کر دیجئے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا۔ تین بار

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا ہی ہوا چوتھی بار رسول اللہ صلعم نے فرمایا، "میں تجھے کس چیز سے پاک کردوں؟ وہ بولے زنا سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا یہ شخص پاگل تو نہیں؟ آپؐ کو بتایا گیا کہ وہ پاگل نہیں ہے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کیا اس نے شراب پی رکھی ہے؟ ایک شخص نے اٹھ کر ماعز کے منہ کی بُو سونگھی تو اسے شراب کی بو نہیں ملی۔ آپؐ نے پھر ان سے پوچھا کیا تم نے زنا کیا ہے؟ انہوں نے کہا "ہاں" اس پر آپؐ نے حکم صادر فرمایا اور ان کو سنگسار کر دیا گیا۔

اس واقعہ کو دو تین دن گزرے ہوں گے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا" ماعز بن مالک کے لیے مغفرت کی دعا کرو اس نے ایسی توبہ کی ہے جو اگر ایک پوری قوم کے درمیان تقسیم کر دی جائے تو ان سب کے لیے کافی ہو۔"

پھر آپؐ کے پاس قبیلہ ازد کے بطن غامد کی ایک عورت آئی اور اس نے کہا: "اے اللہ کے رسول مجھے پاک کر دیجیے۔" آپؐ نے فرمایا "تیرا برا ہو لوٹ جا، اور اللہ کے حضور توبہ و استغفار کر لے۔" وہ بولی "آپ مجھے ماعز بن مالک کی طرح لوٹانا چاہتے ہیں؟ یہ زنا سے قرار پایا ہوا حمل ہے۔" آپؐ نے فرمایا کیا تو (زنا سے) حاملہ ہے؟ اس نے کہا "ہاں۔" آپ نے فرمایا" وضع حمل تک انتظار کر۔" راوی کہتا ہے کہ پھر آپؐ نے اس عورت کو بچہ جننے تک کے عرصہ کے لیے ایک انصاری کی نگرانی میں دے دیا کچھ عرصہ بعد اس انصاری نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اطلاع دی کہ غامدی عورت بچہ جن چکی ہے آپ نے فرمایا" مگر ہم ایسا نہیں کریں گے کہ اسے سنگسار کر دیں اور اس کے شیر خوار بچہ کو اکیلا چھوڑ دیں۔ کوئی اسے دودھ پلانے والا نہ ہو۔" آپؐ نے اس سے کہا کہ "لوٹ جا اسے دودھ پلا جب دودھ چھڑا لینا تب آنا۔ جب وہ دودھ چھڑا چکی تو بچہ کو لے کر آپ کے پاس آئی بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا۔ اس نے آپ سے کہا رسولِ خدا میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے اور اب یہ کھانا کھانے لگا ہے۔ آپ نے بچہ کو کسی مسلمان کے حوالے کر دیا اور اس عورت کے رجم کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ اسے سینہ تک زمین میں گاڑ کر سنگسار کرا دیا۔ خالد بن ولیدؓ نے ایک پتھر مارا جس سے خون کے چھینٹے اڑ کر خالد کے چہرہ پر پڑے۔ انہوں نے عورت کو برے الفاظ سے یاد کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" خالد ذرا سنبھل کر، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے جو اگر ناجائز چنگی وصول کرنے والا بھی کرتا تو اسے بخش دیا جاتا۔" پھر آپ نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی اور اسے دفن کرایا۔ (مسلم۔ نسائی)

اگر کسی "قانون اور مقنن کی خوبی و کامیابی کا تعلق قانون کے قابلِ عمل ہونے اور عوام کے دل میں قانون

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا احترام موجود ہونے سے ہے، تو اس لحاظ سے نہ اس قانون کی مثال دنیا میں ملے گی اور نہ ایسے مقنن کی۔ ایک مرد اور ایک عورت دو مجرم آپ کے سامنے ہیں۔ یہ مجرم اپنے انجام سے ناواقف قطعاً نہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کا صرف اقرارِ جرم نہیں۔ ہر ایک کا اصرار ہے کہ "اے اللہ کے رسولؐ مجھے پاک کیجیے۔" کیا یہ اصرار اس مقدس جذبہ اور اس قوتِ محرکہ کے وجود کی زندہ شہادت نہیں۔ جس جذبے اور قوت کی حفاظت میں مجرم بطیبِ خاطر جان دے دینا ضروری سمجھتا ہے لیکن قانون کے احترام میں سرِ مو فرق آنا پسند نہیں کرتا۔ مقنن (شارع) رحم و عفو کے سارے جذبات کے باوجود حد جاری کرتا ہے اور مجرم اس شان سے قبول کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ پھر یاد کر لیجیے کہ کوئی اچھے سے اچھا قانون اس وقت تک مفید نہیں ہو سکتا جب تک اس کا احترام نہ ہو۔ کیا دنیا میں کسی قانون کے احترام کی ایسی مثال موجود ہے؟ اور کوئی ایسا مقنن تاریخ انسانی میں نظر آتا ہے؟

اس قانون کی غرض اور اس مقننِ اعظمؐ کا مقصد صرف قیامِ امن ہے۔ اس سلسلہ میں صرف ایک گزارش کافی ہو گی۔

عدلیہ حقوق و فرائض کا فیصلہ کرتی ہے۔ قانون کے اس شعبہ کا تعلق معاشرے کے ساتھ بالواسطہ ہے۔ البتہ انتظامیہ کا تعلق انسانی معاشرے کے امن و امان سے بلاواسطہ اور قریب تر ہوتا ہے۔ ضابطہ فوجداری کی آخری دفعہ اور جرائم میں سب سے بڑا جرم قتل ہے۔ جس میں انتقام در انتقام کا سلسلہ تمام معاشرے کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک آگ لگا دے سکتا ہے۔ اور لگا دیتا ہے۔ دنیا کے ہر قانون نے اس جرم کی سزا موت رکھی ہوئی ہے۔ ہمارے مروجہ قانون میں فوجداری جرائم میں نہایت کم درجہ جرائم سے اوپر کوئی جرم بھی قابلِ راضی نامہ نہیں۔ فوجداری میں مدعی حکومت ہوتی ہے فوجداری عدالتیں فریقین میں راضی نامہ کرانے کی مجاز نہیں۔ سوائے اس کے کوئی صورت نہیں ہوتی کہ فریقین آپس میں راضی ہو کر غلط بیانات دیں شہادت تبدیل کریں اور عدالت کو مجرم کی بریت کے لیے گنجائش پیدا ہو جائے۔ لیکن اسلام نے فوجداری کے آخری جرم قتل میں بھی راضی نامے کی گنجائش رکھی ہوئی ہے مقتول کے ورثاء کو اختیار ہے کہ قصاص میں دیت وصول کریں یا معاف کر دیں۔

فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ — اگر کسی قاتل کے ساتھ اس کا بھائی کچھ نرمی کرنے کے لیے تیار ہو تو معروف طریقے کے مطابق عمل ہونا چاہیے۔

مجرم کو مقتول کے ورثاء کے سپرد کر دینے میں ایک طرف یہ فائدہ ہے کہ ارادہ قتل کرنے والا مجرم اپنا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستقبل خوب سوچ سکتا ہے اور ایسے خطرناک اور ظالمانہ فعل سے پہلے اُسے سو بار سوچنا پڑے گا۔ دوسرے ورثاء معافی کا اختیار استعمال کر کے قتل در قتل کے انتقامی سلسلہ سے معاشرے کو بچا سکتے ہیں اور خود بچ سکتے ہیں۔ قانون کی اصل غرض و غایت جو قیام امن ہے معاشرے کو صرف اسی ایک صورت میں کامیاب ہو سکتی ہے۔

آدمیت احترام آدمی

اسلامی قانون اور اسلام۔ مقنن کی سب سے بڑی امتیازی شان یہ ہے کہ اس نے انسانی جان کے احترام کا وہ معیار قائم کیا ہے۔ جس کی مثال دنیا کے کسی قانون میں نہیں ملتی اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ … ہ بنیادی قانون کا اعلان کر کے "خونِ شاہ رنگین تر از معمار نیست"، کا یقین دلایا اور پھر فرمایا۔ کہ ایک قتل ناحق ساری دنیا کو قتل کر دینے کے برابر ہے۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ط

جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوائے کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔

مومن کو ہتھیار سے اشارہ کرنا بھی انسان کو جہنمی بنا دیتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے کعبہ کو مخاطب کر کے مجمع عام میں فرمایا:

ما اطيبك واطيب ريحك۔ ما اعظمك واعظم حرمتك والذى نفس محمد بيده لحرمة المؤمن اعظم عند الله حرمة منك ماله ودمه وان يظن به خيرا۔ (بخاری)

تو کیسا سرسبز و شاداب ہے اور تیری خوشبو کیسی خوش ہے۔ تو کیسا عظیم ہے اور تیری امت کس قدر بلند ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے۔ یقیناً مؤمن کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے بڑھ کر عظیم ہے اسی طرح اس کا مال اور اس کا خون۔ ضروری ہے کہ نیک ظن رکھا جائے۔

آپ کے اس ارشاد نے انسانی جان کے اتلاف کا وہ خاص چور دروازہ بھی ہمیشہ کے لیے قطعاً بند کر دیا جو عقیدت کے پردوں کے پیچھے انسانی زندگی کے ہر نیک و بد دور میں برابر کھلا رہا ہے۔ اور لوگ اپنے اپنے زعم کے مطابق مقدس مقامات پر دشمن تو رہے ایک طرف اپنے فرزندوں تک کو ذبح کرتے رہے ہیں اور لعنت و نفریں کے بجائے اس درندگی پر تحسین و آفرین کے مستحق ٹھہرتے رہے ہیں۔

دنیا کے ہر قانون میں قانون کے تحت انتظامیہ کے کارکن کسی قتل کے الزام میں ایک شخص کو گرفتار

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو کے عدالت میں پیش کر دیتے ہیں۔ عدالت اسے اس الزام سے بری قرار دے دیتی ہے۔ اس کے بعد انتظامیہ نے کبھی اصل قاتل کو تلاش نہیں کیا۔ کیا مقتول بھی اس فیصلہ کے بعد زندہ ہو گیا ہے ؛ اور قتل نہیں رہا ؟ ؟ —— اسلام کا قانون ایسے ناقص انصاف کا قائل نہیں یہاں مجرم خود پیش ہوتا ہے اور پھر سب سے آخری عدالت کا فیصلہ اور فیصلے کا آخری دن بہرحال باقی ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو ان فطری حقائق کی بنیاد پر قائم ہوا ہے اور قائم رہنا اس کے لیے مقدر ہو چکا ہے۔

ہزاروں ہزار درود و سلام ہوں اس محسنِ انسانیت کی مقدس ذات پر جس نے انسانی جان کی حفاظت اور امن امان کے قیام کے لیے صرف ایک بے مثال قانون ہی پیش نہیں کیا بلکہ اس مثالی قانون کے اجرار و نفاذ کے سلسلہ میں وہ وہ سہولتیں پیدا کیں، تحریکیں اٹھائیں اور اپنی پاک زندگی کے لیے ایسے عملی نمونے پیش کیے جن سے یہ قانون خود بخود نفاذ و اجرا کی ایک فعال قوت بن گیا۔ ماننے والوں نے مجبور ہو کر نہیں مانا بلکہ مقنن کی موجودگی اور رہنمائی ہی میں اپنے نہ ماننے پر متاسف ہوئے اور دورِ انکار پر پچھتائے رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَامًّا وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

رہِ خلد ہے راہِ کوئے محمد

عبدالرحمٰن عاجز

ہر اک لب پہ ہے گفتگوئے محمد ہر اک دل میں ہے آرزوئے محمد

فرشتوں میں پائی نہ انساں میں دیکھی جہاں سے نرالی ہے خوئے محمد

گرفتار جن کی ہے جانِ دو عالم وہیں گیسوئے مشکبوئے محمد

یہ دل چاہتا ہے وہ لب چوم لوں میں کہ جس لب پہ ہو گفتگوئے محمد

برسنے لگی مجھ پہ رحمت خدا کی چلا جھوم کر جب میں سوئے محمد

ہو میدانِ محشر کہ فردوسِ اعلیٰ رہوں ہر گھڑی روبروئے محمد

مسلمان سب کٹ مریں غم نہیں ہے نہ جائے مگر آبروئے محمد

ہو مسکن مرا یا الٰہی! مدینہ ہو مدفن مرا خاکِ کوئے محمد

خدا کی قسم شک نہیں اس میں عاجزؔ
رہِ خلد ہے راہِ کوئے محمد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثریا بتول ایم۔اے

اسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
بحیثیت تاجر

یوں تو نوعِ انسانی کے بلند پایہ طبقوں میں ہزاروں لاکھوں انسان ایسے نمایاں ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگیاں اپنے بعد میں آنے والے لوگوں کے لیے مشعلِ راہ اور نمونہ کے طور پر پیش کی ہیں مگر ان کی طویل فہرست میں سے انبیائے کرام کی سیرتیں ہی بطورِ خاص عوام الناس کے لیے اسوہ اور بہترین نمونہ ہیں۔ کیونکہ ان کی سیرتیں ہر لحاظ سے بے داغ اور ان کا دامن حسنِ اخلاق و کردار سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔ پھر اس گروہ انبیاء میں سے بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سب سے زیادہ درخشاں اور تاباں ہے۔ جملہ انبیائے کرام اپنی امتوں کو وعظ و نصیحت فرماتے رہے۔ انہیں عذابِ الٰہی سے ڈراتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے اجر و ثواب اور انعامات کے حصول کے لیے ترغیب و تحریص دیتے رہے۔ بعض انبیاء نے اپنی امتوں کو ظالم و سفاک بادشاہوں کے پنجہ استبداد سے بھی نجات دلائی۔ مگر ان انبیاء کا دائرہ کار محدود تھا۔ وہ اس وعظ و نصیحت، انذار و تبشیر، ترغیب و تحریص یا بصورتِ بعض فرعونی و نمرودی طاقتوں سے نجات و آزادی سے آگے نہ بڑھ سکی۔ لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہمہ صفت موصوف تھی۔ آپ کو تاباں و درخشاں شریعت دے کر اللہ تعالیٰ نے بہت سے اہم مناصب بیک وقت مرحمت فرما دیئے تھے۔ آپ ایک جلیل القدر پیغمبر اور نبی آخر الزمان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نظریاتی فلاحی ریاست کے بانی بھی تھے۔ اس طرح اگر آپؐ مصلحِ اعظم تھے تو ایک بے نظیر سیاستدان بھی۔ قائدِ لشکر تھے تو عظیم فاتح بھی۔ اگر عظیم سربراہِ مملکت تھے تو بے عدیل قاضی القضاۃ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(چیف جسٹس) بھی۔ اگر عدیم المثال تاجر تھے تو مہربان شوہر شفیق باپ اور مخلص دوست بھی۔ غرض آپ کی ذاتِ گرامی میں ہر قسم کی خوبیاں جمع ہو گئی تھیں۔ نپولین نے ٹھیک کہا ہے کہ عظماءِ تاریخ میں سے ہر ایک صرف کسی ایک گوشے میں عظیم ہوتا تھا، اور ایک آدھ خوبی کا مالک ہوتا تھا۔ مگر پیغمبر اسلام میں انسانِ عظیم کے تمام خصائص موجود تھے۔ آنحضورؐ کی سیرت کو خود اللہ تعالیٰ نے کامل ترین سیرت قرار دیا ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ (قلم)

اور بلاشبہ ایک کامل ترین سیرت ہی انسان کے لیے ایک بہترین اسوہ بن سکتی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے لیے رحمت بنا کر بھیجا تھا۔ آپؐ، معاشرہ کی فلاح و بہبود اور اصلاح و تربیت کے لیے دنیا میں تشریف لائے تھے۔ آپؐ آزادی کے علمبردار، حریتِ فکر کے نقیب، باعزت زندگی کی طرف بلانے والے داعیٔ اعظم اور اخوت و مساوات کے بانیٔ مبانی تھے۔

انسانی تاریخ کے تاریک ترین دور میں جزیرہ نمائے عرب جیسے غیر مہذب ملک میں پیدا ہوئے۔ جہاں کے مکین خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے تھے جو تہذیب و تمدن اور شائستگی سے یکسر ناآشنا تھے۔ معمولی معمولی باتوں پر ان میں معرکہ آرائیاں ہوتیں اور پھر مدتہائے دراز تک ان کا سلسلہ کہیں ٹوٹنے میں نہ آتا تھا۔ قتل و غارت، مار دھاڑ، لوٹ کھسوٹ ان کی رگ و پے میں خون کی طرح سرایت کر چکا تھا، وہ وحدت و یگانگت کے دشمن، قبائلی حمیت و غیرت پر مر مٹنے والے۔ حکومت و تنظیم سے بالکل ناواقف، شجر و حجر، نجوم و قمر اور نام نہاد اصنام کے پجاری، اجڈ اور وحشی، علم و ہنر سے یکسر کورے تھے، زنا قمار بازی و شراب خوری کے قبیل کی ہر برائی ان میں تھی۔ ایسے ماحول اور ایسی فضا میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا آپ نے انھیں بتوں کی پوجا پاٹ سے منع فرمایا۔ توحید اور اخوت و مساوات کی طرف دعوت دی۔ انھیں آزادیٔ فکر و عمل سے بہرہ مند کیا۔ علم و معرفت اور تہذیب و تمدن سے آشنا کیا۔ انہیں اتحاد، تنظیم اور وحدت کی لڑی میں پرو دیا اور جسدِ واحد کی طرح متفق و منظم کر دیا۔ جن لوگوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہی انھیں فرشتہ خصلت بنا دیا۔ آپ کے متبعین چمنستانِ حق کے وہ گُلِ خوشبو تھے کہ ان ہی سے عظیم ترین راہبر و راہنما مصلح و سپہ سالار پیدا ہوئے، جنھوں نے آپؐ کے بعد زمامِ حکومت سنبھالی اور جلد ہی روم و ایران کی عظیم مملکتوں کو زیر و زبر کر کے روئے زمین کے آدھے حصے پر الٰہی حکومت کا پھریرا لہرا دیا۔ انھوں نے علومِ نقلی و عقلی کی مجلسیں اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محفلیں آراستہ کیں۔جن سے بڑے بڑے مفسرین۔محدثین۔فقہاء۔قاضیوں۔فلسفیوں وغیرہ نے جنم لیا۔اس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عظیم امت کی تشکیل کی۔

بلاشبہ عظیم شخصیتیں ہی تاریخ ساز ہوتی ہیں کیونکہ تاریخ عظیم کارہائے نمایاں انجام دینے والوں اور صفحہ ہستی پر انمٹ نقوش کا رکردگی ثبت کرنے والوں کے تذکرے کا ہی نام ہے۔آپ سے پہلے روم و ایران کا نام تاریخ تھا۔اور روئے ارض پر انہی کا سکہ رواں دواں تھا۔انہی کی تہذیب و تمدّن،علوم و فنون کا ہر جا چرچا تھا،انہی کا ہر جگہ دبدبہ،رعب اور غلغلہ تھا۔آپ اٹھے تو تاریخ کا رخ بدل کر رکھ دیا۔آپؐ نے نہ صرف روم و ایران کی سطوت و شوکت کو ختم کیا بلکہ تمام اقوام عالم پر اپنی بالا دستی قائم کر دی،

اس مختصر سے مقالے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیّت کے گوناگوں پہلوؤں میں سے ایک پہلو یعنی محسن انسانیت اعظم بحیثیت تاجر، پر قدرے تفصیل سے بحث کریں گے۔کیونکہ ہمارے اس مضمون کا مرکزی نقطہ یہی ہے۔اس پہلو پر گفتگو کرنے کے لیے ہمیں جزیرہ نمائے عرب کے ماحول پر نگاہ ڈالنی ہوگی،جو ایک بالکل بے آب و گیاہ علاقہ ہے۔جہاں کھیتی باڑی کرنے یا مویشی پالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔اور چونکہ اس دور میں اہل عرب علم و ہنر اور فنون سے بھی نا آشنا تھے۔اس لیے ان کے لیے معاش کے طور پر ایک پیشہ تجارت ہی بہترین قرار پا سکتا تھا۔ویسے بھی جزیرہ نمائے عرب دنیا کے عین وسط میں ہونے کی بنا پر مختلف مملکتوں کے درمیان ایک بہترین مقام اتصال تھا۔اس لیے یہاں کے باشندوں کا عام پیشہ تجارت تھا۔اور وہ تجارت کے سلسلہ میں دور دراز کے ممالک کی طرف سیاحی کرتے رہتے تھے۔ان کے تجارتی قافلے ایک جانب تو بحر ہند سے لے کر بحیرۂ روم تک اور دوسری جانب جنوب عرب میں عمان و یمن سے لے کر شمال میں فلسطین و شام تک چلتے رہتے تھے،اس طرح یہ بڑی بڑی تجارتی شاہراہیں انہی کے قبضہ میں تھیں اور ان کے بڑے بڑے تجارتی کاروان مال و اسباب سے لدے ہوئے آتے جاتے رہتے تھے۔موسم گرما میں ان کے سفر شمال میں شام کی طرف ہوتے اور موسم سرما میں جنوب میں عمان و یمن کی طرف۔آبادی کا بیشتر حصّہ اسی تجارت پر گزر بسر کرتا،اپنا بیشتر سرمایہ تجارتی کاموں میں لگائے رکھتا۔قافلوں کی واپسی پر منافع آپس میں تقسیم ہوتے۔

یہ تاجر پیشہ لوگ دوسرے باشندوں کی نسبت خوشحال اور آسودہ تھے۔ان میں سے قبیلہ قریش

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا تجارتی مقام تو بہت بلند تھا، بلکہ وہ عرب کی پوری تجارت پر حاوی تھے جس کی شہادت قرآن کریم خود فراہم کرتا ہے۔

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۔ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۔(قریش)

(قریش کے خوگر ہونے کی بنا پر۔ یعنی اپنے جاڑے اور گرمی کے سفروں سے خوگر ہونے کی بنا پر)

عصر حاضر کے مشہور محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ اپنی فاضل کتاب "رسول اکرم کی سیاسی زندگی" میں لکھتے ہیں "چین وعرب کی تجارت عرب ہی سے ہو کر یورپ جاتی تھی، قریش کا عرب کی تجارت پر حاوی رہنا، مصر و شام، عراق و ایران، یمن و عمان، حبش و سندھ وغیرہ سے انہوں نے جو تجارتی معاہدے (ایلاف) کر رکھے تھے اور "رحلة الشتاء والصيف" کے باعث شمال و جنوب کے جس طرح قافلے ملاتے رہتے تھے۔ وہ سب جانتے ہیں۔ (ص ۳۷)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) نے خانوادۂ قریش میں ہی آنکھیں کھولیں۔ اور اسی تجارتی ماحول میں نشوونما پائی۔ لہٰذا آپ تجارت جیسے مقدس پیشہ سے الگ کیسے رہ سکتے تھے۔ آپ کے چچا حضرت ابوطالب بھی تاجر تھے اور تجارت کے لیے دور دراز کے سفر اختیار کیا کرتے تھے۔ دادا کی وفات کے بعد انہوں نے آپ کی پرورش کا ذمہ اپنے کندھوں پر اٹھایا اور آپ کو اپنی اولاد سے بڑھ کر محبوب رکھا۔ اسی محبت کی بنا پر آپ کو اپنے ساتھ ان سفروں پر لے جانے لگے۔ آپؐ پہلی بار بارہ سال دو ماہ کی عمر میں اپنے چچا ابوطالب کی معیت میں شام کی طرف روانہ ہوئے۔ اسی سفر میں عیسائی (یا بقولِ بعض یہودی) راہب "بحیرا" کی آپ سے ملاقات ہوئی۔ اس نے حضور کے پُرنور و پرجلال چہرے پر علاماتِ نبوت مرتسم دیکھیں اور آپ کو آنے والے نبی کی پیشینگوئی کا مصداق پایا تو حضرت ابوطالب کو تاکید کی کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر عظیم انسان بنے گا لہٰذا اسے شام کے یہودی دشمنوں سے بچایا جائے۔ چنانچہ حضرت ابوطالب نے فی الفور آپ کو مکہ واپس بھیج دیا۔

آپ کو تجارت سے بڑی دلچسپی تھی۔ آپ اپنے پیارے چچا ابوطالب کے کندھوں کو جو پہلے ہی کثیر العیال تھے مزید گرانبار نہ کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے تجارت کو جاری رکھا۔ آپ اپنے تجارتی معاملات بڑی دیانتداری سے نباہتے۔ راستبازی اور صدق و دیانت کا بڑا خیال رکھتے۔

کاروبار کی کامیابی اور اپنی ساکھ برقرار رکھنے کے لیے صدق و دیانتداری کے دو سیدھے سادھے اصول ہیں، بالفاظ دیگر راستبازی اور دیانتداری پر ہی دوکانِ تجارت کا چلنا ممکن ہو سکتا ہے چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلد ہی اپنے اوصاف کی بنا پر مکہ کے کامیاب ترین تاجر ثابت ہو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے۔ اور پوری قوم میں آپؐ کا نام "صادق" اور "امین" مشہور ہو گیا۔ آپ کی راستبازی اور حسن کردار کا سکہ ہر فرد بشر کے دل پر بیٹھ گیا[لہ] اور مکہ کے بڑے بڑے تاجر اور مالدار یہ خواہش کرنے لگے کہ آپؐ ان کا سرمایہ اپنے ہاتھ میں لے کر ان کے کاروبار چمکائیں۔ آپؐ کچھ دیر تک سائب بن قیس مخزومی کے سرمایہ سے تجارت کرتے رہے۔ بلکہ انہوں نے ہی آپؐ کو تاجر امین کا لقب دیا تھا۔

ان دنوں مکہ میں سب سے زیادہ مالدار ایک معزز خاتون خدیجہ بنت خویلد تھیں۔ جو دو بار بیوہ ہو چکی تھیں۔ انہوں نے باپ سے کثیر جائیداد ورثے میں پائی تھی۔ اور اب تمام تر توجہ تجارت کی طرف مبذول

لہ آپ کی امانت و دیانت کی متعدد مثالیں ہمیں آپ کی سیرتِ مقدسہ میں نظر آتی ہیں۔ مثلاً نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد جب آپ کو اعلانِ توحید واشگاف الفاظ میں سنانے کا حکم ہوا تو آپ کوہِ صفا پر چڑھ گئے اور پوری قوم کو ندا دی۔ جب عوام الناس اکٹھے ہو گئے تو آپ نے فرمایا: "اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے ایک حملہ آور فوج چلی آ رہی ہے۔ تو کیا مجھ پر اعتماد کر دگے؟" تمام مجمع بیک زبان پکارا "کیوں نہیں ہم نے آپ کو ہمیشہ سچ بولتے پایا ہے"

قبیلہ اراش کے ایک شخص کا قصہ بڑا دلچسپ ہے۔ وہ کسی کام کے لیے مکہ آیا۔ اس کے پاس ایک اونٹ تھا۔ ابوجہل نے اس سے اونٹ کا سودا کر لیا۔ مگر قیمت ادا کرنے میں لیت و لعل کی۔ وہ مکہ میں اجنبی تھا۔ اس لیے یکے بعد دیگرے اشرافِ مکہ کے پاس فریاد کرنے کے باوجود اس کی مقصد برآری نہ ہو سکی۔ ایک دفعہ اشرافِ مکہ کی مجلس جمی ہوئی تھی، فوراً وہاں پہنچا۔ اور تمام اہل مجلس سے اپیل کی کہ مجھ جیسے بے آسرا مسافر کو کوئی شخص ابوجہل سے اونٹ کی قیمت دلا دے۔ مگر تمام مجلس میں سے کسی کو یہ جرأت نہ ہو سکی۔ آخر ان میں سے ایک شخص ازراہِ تمسخر بولا۔ محمدؐ (فداہ ابی وامی) کے پاس جاؤ تمہیں قیمت وصول ہو جائے گی۔ ان دنوں ابوجہل کی عداوتِ رسول اپنے پورے جوبن پر تھی۔ وہ غریب فی الفور حضورؐ کے پاس پہنچا۔ اور ماجرا بیان کر کے مدد کی درخواست کی۔ آپ فوراً اس کے ساتھ چل دیئے ابوجہل کے مکان پر تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ ابوجہل نے دروازہ کھولا۔ اس شخص کو آپ کے ہمراہ دیکھ کر اس کا رنگ فق ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا اس شخص کا حق اسے ادا کر دو۔ ابوجہل نے بے چون وچرا فوراً قیمت ادا کر دی۔ بعد میں ابوجہل نے شرکائے مجلس سے اعتراف کیا "اس شخص (محمدؐ) نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی آواز سن کر یکایک مجھ پر ناقابل بیان رعب طاری ہو گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر رکھی تھی ۔ انہوں نے حضور کریم کی تعریف سنی تو خواہش ظاہر کی کہ آپؐ ان کا سامانِ تجارت سرزمین شام کی طرف لے جائیں اور معاملہ یہ طے ہوا کہ وہ آپ کو دوسرے لوگوں کی نسبت دوگنا منافع دیں گی ۔ انہوں نے اپنے غلام میسرہ کو بھی آپ کے ہمراہ کر دیا ۔ آپؐ نے اپنے چچا حضرت ابو طالب سے مشورہ کرنے کے بعد یہ پیش کش قبول کر لی اور میسرہ کے ہمراہ ۲۳ یا ۲۴ برس کی عمر میں دوسری بار شام کی طرف روانہ ہوئے ۔ اس سفر میں حضرت خدیجہ کو پہلے کی نسبت تگنا چگنا نفع حاصل ہوا ۔ ساتھ ہی میسرہ نے آپ کے حسنِ معاملت اور صداقت و امانت کی چشم دید داستان سنائی تو حضرت خدیجہ آپؐ سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ اپنی سہیلی یا کنیز نفیسہ کے ہاتھ فی الفور آپ کو شادی کا پیغام بھجوا دیا ۔ آپؐ نے اپنے چچا سے مشورہ کرنے کے بعد بشرح صدر ان کا یہ پیغام قبول فرمایا ۔ اس طرح یہ پچیس سالہ نوجوان اپنے سے پندرہ برس بڑی خاتون سے جو پہلے دو دفعہ بیوہ ہو چکیں تھیں، رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو گیا ۔

نکاح کے بعد حضرت خدیجہؓ نے اپنا سارا مال حضورؐ کے قدموں پر نچھاور کر دیا ۔ مگر آپ نے ان کا سارا مال غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کی امداد پر صرف کر دیا اور اپنی معاشِ تجارت کو برقرار رکھا ۔ اسی سے اپنے کنبے کی گزر بسر کرتے ۔

اس دورِ جاہلیت کا ایک واقعہ حضرت عبد اللہ بن الحمساء سے منقول ہے، کہ بعثت سے قبل خرید و فروخت کے معاملے میں انہوں نے حضورؐ کے ساتھ وعدہ کیا کہ آپ یہاں ٹھہریں میں ابھی گھر سے قیمت لے کر آتا ہوں ۔ مگر گھر جا کر وہ اپنے وعدے کو بھول گئے اور بات آئی گئی ہو گئی ۔ تیسرے روز اتفاقاً عبد اللہ کا گزر اسی مقام سے ہوا ۔ تو دیکھا کہ آنحضورؐ اسی جگہ قیام فرما ہیں ۔ آپکو دیکھ کر انہیں اپنا وعدہ یاد آیا تو آپ سے معذرت کی آپ ان سے ناراض ہوئے نہ ڈانٹ ڈپٹ کی، بس اتنا کہہ کر خاموش ہو گئے "عبد اللہ تم نے مجھے بڑی زحمت دی، میں تین دن سے اسی جگہ کھڑا ہوں"۔

(ابو داؤد)

عرب میں ہر سال جو مشہور تجارتی میلے منعقد ہوتے ۔ تو حضور کریم بھی اپنا سامانِ تجارت ان میلوں میں لے جایا کرتے آپ کی دیانتداری کی بنا پر آپ کا سامان میلے میں آتے ہی ہاتھوں ہاتھ بک جاتا ۔ ایک دفعہ ایک میلے میں آپ بیس اونٹ لائے مگر اسی وقت کسی کام سے باہر جانا پڑ گیا، تو اپنے غلام کو تاکید کر گئے کہ ان اونٹوں میں سے ایک لنگڑا ہے ۔ اس کی نصف قیمت وصول کی جائے فارغ ہو کر آپ واپس تشریف لائے تو اونٹ فروخت ہو چکے تھے ۔ غلام سے دریافت فرمایا تو اس نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معذرت کی کہ مجھے خریداروں کو لنگڑے اونٹ کی بابت بتانا یاد نہ رہا۔ اور یمن نے اس کی بھی پوری قیمت وصول کر لی۔ آپ نے خریداروں کا اتا پتا دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ وہ یمن کی طرف سے آئے تھے آپؐ کو اس واقعہ پر بڑا ملال تھا، فوراً غلام کو ساتھ لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر ان کی تلاش میں چل دیئے۔ ایک دن اور ایک رات کی مسافت طے کرنے کے بعد ان کو جا لیا۔ اور ان سے پوچھا کہ تم نے یہ اونٹ کہاں سے خریدے ہیں۔ وہ بولے کہ ہمارے مالک نے ہمیں یمن سے میلے میں محمدؐ بن عبداللہ کے تمام اونٹ خریدنے کے لیے بھیجا تھا اور تاکید کی تھی کہ اس کے سوا کسی اور سے کچھ سامان نہ خریدنا۔ ہم وہاں تین دن تک محمدؐ کے مال کو تلاش کرتے رہے۔ آخر تین دن کے بعد ان کا مال منڈی میں آیا۔ تو ہم نے اطلاع پاتے ہی خرید لیا، آپ نے فرمایا بھائیو! ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ لنگڑا ہے۔ سودا کرتے وقت مجھے میرے ملازم کو بتانا بھول گیا۔ اب وہ اونٹ مجھے دے دو اور اس کی قیمت واپس لے لو، یا پھر اس کی آدھی قیمت مجھ سے وصول کر لو۔ اتفاق سے انہیں ابھی تک اونٹ کے لنگڑے پن کا علم نہ ہوا تھا، مگر آپ نے وہ اونٹ فوراً پہچان لیا اور وہ اونٹ ان سے لے کر فوراً اس کی قیمت واپس کر دی بعد میں جب آپؐ نے اعلانِ نبوت فرمایا تو انہوں نے کہا ہم تو پہلے ہی سوچتے تھے کہ ایسا شخص کوئی معمولی آدمی نہیں ہو سکتا۔ فوراً خدمتِ اقدس میں پہنچے اور شرفِ اسلام سے بہرہ مند ہو گئے۔

یہ اسی راستبازی کا اثر تھا کہ لوگ اپنی قیمتی امانتیں بلا کھٹکے آپ کے پاس رکھ جاتے اور جب چاہتے صحیح سلامت واپس لے لیتے۔ اعلانِ نبوت کے بعد بھی آپ کے جانی دشمن اپنی امانتیں آپ ہی کے پاس رکھا کرتے۔ حتیٰ کہ ہجرت کی رات کو جب کہ اعداءِ اسلام نے ننگی تلواروں کے ساتھ آپ کے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو فرمایا۔ تم آج رات میرے بستر پر لیٹ جاؤ، اور کل ہر ایک کی امانتیں واپس کر کے مدینہ آجانا۔"

تجارت کی خاطر آپ نے بصریٰ اور مدینہ کی جانب بھی کئی تجارتی سفر کئے[1] اور انہی سفروں کے درمیان آپؐ قریش کی تجارتی شاہراہوں کے ہر پیچ وخم سے آگاہ ہو گئے۔ خصوصاً مدینہ کی سیاسی اور جغرافیائی حیثیت اچھی طرح سمجھ لی[1]

[1] مدینے سے واقفیت آپ کے لیے بعد از نبوت مدنی دور میں بڑی اہم ثابت ہوئی، اسی کی بنا پر آپ کو مدینہ جاتے ہی اہل مکہ کو مرعوب کرنے اور فوری دباؤ کی پالیسی بنانے میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ دوسری طرف تاجر بن کر کارواں میں شریک ہونے کی بنا پر آپ قریش کے بڑے بڑے تجارتی ذرائع سے بخوبی واقف ہو چکے تھے۔ چنانچہ مدنی دور میں بڑی سوجھ بوجھ اور دور اندیشی سے طلایہ گردی کی مہمات اطرافِ عرب میں کامیابی سے بھیجتے رہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چالیس برس کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصبِ نبوت سے سرفراز فرمایا اور بتدریج آپ کے کندھوں پر تمام دنیا کی ہدایت و رہبری کا بوجھ ڈال دیا۔ اب آپ نے اپنی گوناگوں مصروفیات کی بنا پر تجارت کو خیر باد کہا۔ اپنے تمام تر قوتیں اور صلاحیتیں اپنے عظیم تر مشن یعنی تحریکِ اسلامی کی تبلیغ پر صرف کر دیں۔ اس نئی تحریک اور نئے دین کی تبلیغ میں تن من دھن کی بازی لگا دی، آخر تیرہ سال کی زہرہ گداز اور جانگسل کشمکش کے بعد آپ مدینہ منورہ میں ایک فلاحی اسلامی مملکت کی داغ بیل ڈالنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس اسلامی ریاست میں تمدن کے ہر شعبے میں گوناگون انقلاب انگیز اور دور رس اصلاحات نافذ فرمائیں۔ جن کی بنیاد خدا ترسی، ایمانداری، توحید و رسالت، راستبازی، صدق و امانت اور آخرت میں جوابدہی کے احساس پر رکھی۔ اس طرح دین و دنیا، مذہب و سیاست، معیشت و معاشرت، اخلاق و اعمال حقوق اللہ و حقوق العباد غرض کہ ہر شعبہ زندگی کو رضائے الٰہی کے تابع کر دیا۔

اس دور میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انقلابی ضابطہ اخلاق مقرر فرمایا یہ ضابطۂ اخلاق اتنا تابندہ و درخشندہ ہے کہ اس کے کسی اصول یا قانون پر کسی کو انگلی اٹھانے یا حرف گیری کرنے کی مجال نہیں اور اس پر عمل پیرا ہونے سے کسی قوم مالی بحران پیدا نہیں ہو سکتا۔ زراعت یا کسی دوسرے ذریعۂ معاش کی نسبت آپ تجارت کو بہت پسند فرماتے تھے[1]

آپ سے ایک بار سوال ہوا کہ کونسی کمائی پاکیزہ ترین ہے؟ فرمایا "اپنے ہاتھوں سے کام کرنا اور ہر حلال و جائز بیع"۔ (احمد عن رافع بن خدیج)

"دینی فرائض کی بجا آوری کے بعد سب سے بڑا فرض حلال طریقے سے اپنی معاش حاصل کرنا ہے" تجارت میں حلال اور جائز ذرائع اختیار کرنے پر بڑا زور دیا اور ہر طرح کے ناجائز کاروبار سے منع فرمایا۔ ایک بار ایک شخص کا ذکر کیا جو سفر پر سے آ رہا ہو۔ سفر کی وجہ سے گرد و غبار میں اٹا ہوا اور پراگندہ بال ہوں۔ وہ ہاتھ اٹھا کر باآواز بلند بارگاہ الٰہی سے التجا کرے "اے میرے رب"۔ "اے میرے رب" حالانکہ اس کا کھانا پینا، اوڑھنا بچھونا اور خوراک و لباس سب حرام آمدنی کے ہیں سو اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے؟" (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم)

---

[1] بیع کرنے والوں کا نام سب سے پہلے آپ نے "تاجر" رکھا۔ پہلے انہیں "سماسر" کہا جاتا تھا۔ اور اس نئے نام کو لوگوں نے بہت پسند کیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجارت میں حسنِ معاملہ، صداقت و دیانت اور راستبازی کی ہر دم تاکیدی نصیحت فرماتے رہتے فرمایا "قیامت کے روز تاجر فجّار کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے بجز اس تاجر کے جو اپنے معاملات میں خدا ترس رہا - لوگوں سے حسنِ سلوک کیا اور ہر معاملہ میں سچائی کا دامن تھامے رکھا - (عن عبید بن رفاعہ)

ایک گندم کے ڈھیر کے پاس سے گذرے، اس میں ہاتھ ڈال کر دیکھا تو آپ کی انگلیاں نم آلود ہوگئیں - فرمایا " اے گندم کے مالک یہ کیا بات ہے " عرض کی یا رسول اللہ گندم بارش سے بھیگ گئی تھی " یہ سن کر آپ نے فرمایا " تو تو نے اس گیلی گندم کو ڈھیر کے اوپر کیوں نہ رکھا تاکہ خریدنے والے اس کو دیکھ سکتے - یاد رکھ جس نے دھوکہ فریب سے کام لیا - اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں "

(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم) -

اس طرح آپ نے ملاوٹ وجعل وفریب اور دھوکہ دہی کی ہر قسم کو منع قرار دیا - کسی عیب دار چیز کا عیب گاہک کو بتائے بغیر اسے فروخت کرنے سے روکتے ہوئے فرمایا :

"جو شخص کوئی عیب دار چیز اپنے گاہک کو مطلع کرنے کے بغیر فروخت کر دے تو اس پر اللہ تعالےٰ ناراض رہتا ہے اور فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں "

اسلام جس قسم کا سماج پیدا کرنا چاہتا ہے - اس کی اہم خصوصیت یہ ہے تو ایک طرف تو لوگوں کو مکارمِ اخلاق کی تکمیل پر ابھارتا ہے - ان مکارمِ اخلاق کی بنیاد اگر ایک طرف وہ اللہ کی رضاجوئی اور آخرت کی جوابدہی کے احساس پر قائم کرتا ہے تو دوسری طرف لوگوں کو اپنے حقوق سے زیادہ، دوسروں کے حقوق کا لحاظ رکھنے کی تلقین کرتا ہے - ساتھ ساتھ اس کے دل سے خود غرضی اور مادی فائدوں کی محبت نکالنے کے لیے اُخروی سزاؤں سے بھی ڈراتا ہے - چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کاروباری معاملات میں کوتاہی کرنے والوں کو جسمانی سزائیں دینے، جرمانہ کرنے یا قید وبند کی دھمکیاں دینے کی بجائے اپنے پیروؤں کو ہر وقت حشر اور اس کی بازپرس کی یاددہانی میں مصروف رہتے - آپ نے ہمیشہ اللہ کی ناراضگی اور اخروی سزاؤں کا خوف تاجروں کے ذہنوں میں پیدا کیا - چنانچہ بلیک مارکیٹنگ جس میں خود غرض بندۂ زر اپنی ہوسِ زر کی تسکین بہم پہنچانے کے لیے ارزاں نرخوں پر بنیادی ضروریاتِ زندگی خرید کرتے ہیں پھر ان کو ایک دم کھلے بازار سے غائب کر دیتے ہیں اور بعد میں چور بازاری میں ان کو مہنگے داموں فروخت کرکے اپنی تجوریاں بھر لیتے ہیں، اس چور بازاری کے متعلق آپ نے فرمایا :

"جو شخص چالیس دن کے لیے غلّہ روک لے رکھا ہے بعد میں اسے خیرات بھی کر دے تب بھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے گناہ کا کفارہ ادا نہیں ہو سکتا" اور "جو شخص مسلمانوں کا غلہ روک لے تو اسے اللہ تعالیٰ اجذام (بدنی ابتلا) اور افلاس (مالی نقصان) میں مبتلا کر دے گا۔

سٹہ بازی کی قبیح لعنت بھی کم و بیش ہر تاجر میں پائی جاتی ہے آپؐ نے اس سے سختی سے منع فرمایا۔ "جو شخص کسی سے کوئی چیز ادھار خریدے۔ پھر اس پر پوری طرح قبضہ کیے بغیر اسے آگے فروخت نہ کرے" ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور نے جس بات سے منع فرمایا وہ یہ ہے کہ غلہ پر قبضہ ہونے سے پہلے ہی اسے فروخت کیا جائے۔ اور میرے خیال میں ہر چیز کا معاملہ یکساں ہے۔ (متفق علیہ)

کاروباری امانت و دیانت سے اگر شخصی اخلاق بہت بلند ہو جاتا ہے تو دوسری طرف یہ چیز سماج کی تعمیر ترقی اور بقا کے لیے بھی بہت ضروری ہے، یہ صاف ستھری تجارت جس میں انسان ہر قسم کے مادی نفع و نقصان سے بالاتر ہو کر امانتداری کے اصولوں کو اپناتا ہے۔ یہ اس کے لیے دنیا میں ہر اعتبار سے مفید رہتی ہے۔ اسی سے باہمی اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ بائع اور خریدار چاہے فرد کی سطح پر ہوں یا گروہوں یا قوموں کی سطح پر) ایک دوسرے پر بھروسہ کرتے ہیں اور بالآخر یہ بھروسہ اور اعتماد کی فضا ہی تاجروں کی ساکھ اور شہرت کو قائم کر کے ان کے لیے خوشحالی اور ترقی کے دروازے کھولتی ہے۔ اخروی لحاظ سے بھی دیانتدار تاجر ہی کامیاب ترین ثابت ہو گا۔ جیسا کہ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ "امانت دار اور راستباز تاجر قیامت کے روز صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا"

اس کے برعکس تجارتی معاملات میں بد دیانتی اور کاروبار میں لوگوں سے دھوکا فریب اگر ایک طرف خود انسان کو مادہ پرست اور پست اخلاق بناتا ہے تو دوسری طرف اس کی زد قوم کے ہر فرد بشر پر پڑتی ہے جب یہ ذہنیت پروان چڑھنے لگتی ہے۔ کہ تاجر اپنا حق پورا وصول کرنے اور دوسروں کا حق مار لینے کو ہی اپنا فائدہ سمجھتا ہے تو اس سے بے شمار اخلاقی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، اور زندگی کا پورا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ آپس کا بھروسہ و اعتماد جاتا رہتا ہے۔ تعلقات خراب ہوتے ہیں۔ ہر شخص دوسرے سے بڑھ کر بے ایمانی اور بد معاملگی کرنے پر تل جاتا ہے۔ اور پھر یہ برائی ہر قدم پر دوگنی اور چوگنی ہوتی جاتی ہے، بالآخر پورا معاشرہ اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک ملاوٹ ہی کو لیجیے جس سے ایک مفید اور خاص چیز عمداً اپنی ذاتی مفاد کی خاطر مضر اور مسموم بنا کر تاجر عوام کی صحت پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اور عوام کو صنعت کاروں کارخانہ داروں کے خلاف اکساتے ہیں جس سے امیر و غریب کی طبقاتی جنگ پیدا ہوتی ہے۔

اسی لیے آپؐ نے بطور اہم اصول و قانون کے مسلمانوں کو وزن و تول وغیرہ کا پورا پورا خیال رکھنے کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم دیا۔
اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا

(بنی اسرائیل ۳۵)

(پیمانے سے دو تو پورا بھر کر دو۔ اور تولو تو ٹھیک ترازو سے تولو، یہ اچھا طریقہ ہے اور بلحاظ انجام بھی بہتر ہے)

اس کے برعکس ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والوں کو سخت عذاب کی وعید سنائی۔ تجربہ شاہد ہے کہ انفرادی و اجتماعی ہر لحاظ سے تقویٰ پیدا کرنا اور اُخروی عذاب سے بچنے کی تلقین و ترغیب دلوں کے اندر پیدا کرنا سخت جسمانی سزاؤں اور مالی جرمانوں سے کہیں مؤثر ثابت ہوتا ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ۔ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ—

(تطفیف۔ آیت ۱-۶)

(ہلاکت ہے (ناپ تول میں) کمی بیشی کرنے والوں کے لیے۔ کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں۔ اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔ کیا انہیں اس بات کا یقین نہیں کہ وہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے ایک بڑے سخت دن میں جس دن کہ لوگ اپنے رب کے روبرو کھڑے ہوں گے۔)

چنانچہ آپ کبھی کبھی بازار نکل جاتے، اور اوزان اور پیمانوں کی دیکھ بھال کرتے (بعد میں اسی بنا پر یہ چیز اسلامی حکومت کے فرائض میں داخل ہو گئی کہ وہ ہر قسم کی بددیانتی اور بے ایمانی کو روکے) آپ خرید و فروخت میں زیادہ قسمیں کھانے کو بڑا ناگوار سمجھتے اور نصیحت فرماتے: اِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ فَاِنَّهٗ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ۔ (مسلم عن ابی قتادۃ) (یعنی بیع میں زیادہ قسمیں کھانے سے احتیاط برتو، کیونکہ اس طرح مال تو بک جاتا ہے، مگر برکت جاتی رہتی ہے۔

مسلم کی دوسری روایت میں ابوذر سے مروی ہے کہ جھوٹی قسموں سے اپنا سامان بیچنے والے شخص کی طرف اللہ تعالیٰ روزِ قیامت قطعاً نظرِ التفات نہ فرمائے گا، نہ ان سے کلام کرے گا، نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا۔ آپ تجارت میں ہمیشہ نرم روی، احسان کرنے اور درگزر کرنے کی تلقین فرماتے۔ آپ نے بیان فرمایا کہ پہلی امتوں میں سے ایک شخص فوت ہونے لگا۔ ملک الموت نے اس کی روح قبض کرتے وقت اس سے پوچھا، تم نے کبھی کوئی نیک کام کیا ہے؟ وہ بولا مجھے کچھ معلوم نہیں۔ فرشتہ بولا غور تو کرو، اس نے عرض کی، مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ میں تجارت میں لوگوں سے حسنِ معاملہ سے پیش آتا۔ امیر کو مہلت دیتا اور نادار کو معاف کر دیتا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اللہ نے اسے اسی عمل کے بدلے جنت میں داخل کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں "میں اس سے زیادہ معاف کرنے کا سزاوار ہوں۔ اس لیے میرے بندے سے درگزر کرو"

آپ کا ذاتی اسوہ

سعید بن قیس کا بیان ہے کہ میں نے اور مخرمہ عبدی نے ہجر سے کچھ کپڑا خریدا اور مکہ میں فروخت کرنے لگے۔ رسول اکرمؐ ہمارے پاس سے گذرے ہم سے کچھ پاجاموں کا سودا کیا۔ وہاں قریب ہی ایک شخص مزدوری پر کچھ تول رہا تھا۔ آپ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا زِنْ وَارْجِحْ تولو مگر دیکھو جھکتا تولنا۔ (راوی کا بیان ہے کہ اس سے پہلے ہم نے ایسا عمدہ کلام نہیں سنا تھا)

حضرت جابر بیان کرتے ہیں، میرا کچھ قرض حضور اکرمؐ کے ذمے واجب الادا تھا۔ آپ نے مجھے قرض بھی ادا کیا اور کچھ مال مزید بھی (بطور شکریہ و امتنان) مرحمت فرمایا۔ (ابوداؤد)

عبداللہ بن ابی ربیعہ سے مروی ہے حضورؐ نے مجھ سے چالیس درہم قرض لیے۔ جب آپؐ کے پاس مال آیا تو آپ نے مجھے قرض ادا کر دیا اور دعا فرمائی اللہ تعالیٰ تیرے اہل و عیال اور مال و منال میں برکت دے قرض کا عوض شکریہ کے ساتھ ادائیگی ہے۔ (نسائی)

ایک شخص نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے قرض کا تقاضا کرتے ہوئے کچھ درشت کلامی کی یہ صحابہ کرامؓ کو بڑی ناگوار گذری۔ مگر آپ نے فرمایا اسے کچھ نہ کہو۔ صاحب مال کو بولنے کا حق ہے۔ اسے ایک اونٹ خرید کر دے دو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ اس نے آپ کو جو اونٹ دیا تھا ہمیں ویسا مل نہیں رہا البتہ اس سے عمدہ مل سکتا ہے۔ فرمایا وہی خرید کر دے دو تم میں سے بہترین وہ شخص ہے۔ جو ادائیگی میں اچھا ہے۔

ایک دفعہ آپؐ کے پاس ایک غلام حاضر ہوا اور آپ کے دستِ مبارک پر ہجرت کی بیعت کی۔ (آپ کو اس کے غلام ہونے کا علم نہ تھا) بعد میں اس کا آقا آیا۔ اور آپؐ سے اپنے غلام کا مطالبہ کرنے لگا۔ آپؐ نے اسے خرید لینے کی خواہش ظاہر کی۔ وہ بمشکل دو حبشی غلاموں کے بدلے اسے فروخت کرنے پر آمادہ ہوا۔ آخر آپ نے اسے دو غلاموں کے بدلے میں خرید لیا۔ اور آئندہ کے لیے جب بھی کسی سے بیعت لیتے تو اس سے پوچھ لیتے آیا آزاد ہے یا غلام۔

مدینہ میں ایک تجارتی قافلہ وارد ہوا۔ اور شہر سے باہر ٹھہرا۔ اتفاقاً حضرت اُدھر سے گذرے۔ آپ نے ایک اونٹ کا سودا کر لیا اور یہ کہہ کر اونٹ لے آئے کہ ابھی قیمت بھجوائے دیتا ہوں۔ بعد میں قافلے والوں کو تشویش ہوئی کہ بغیر کسی تعارف کے معاملہ کر بیٹھے۔ اس پر سردارِ قافلہ کی خاتون بولی "مطمئن رہو

۔ تو مطمئن رہو میں اپنے پاس سے رقم ادا کر دوں گی" یہ واقعہ طارق بن عبداللہ نے بیان کیا جو خود شریک قافلہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطالعۂ سیرتِ نبوی کی ضرورت و اہمیت

حفیظ الرحمن احسن

مطالعۂ سیرتِ نبوی، علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کی ضرورت و اہمیت پر گفتگو بظاہر تحصیلِ حاصل معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج ہم جس طرح اس فریضہ سے غفلت برت رہے ہیں وہ محض اس وجہ سے ہے کہ اس کی حقیقی ضرورت و اہمیت کا احساس ہمارے دلوں سے محو ہو گیا ہے۔ ہماری زندگیوں کی نہج کچھ ایسی بن گئی ہے کہ ہمیں اس اہم خلاء کا احساس بھی کم ہوتا ہے جو ہماری زندگیوں میں مطالعۂ سیرت کے فقدان یا کمی کی بنا پر پیدا ہو گیا ہے اور جس کی وجہ سے ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کی تشکیل و تعمیر کے لیے حقیقی روشنی اور رہنمائی کے سرچشمے سے محروم ہو گئے ہیں۔ اور یہ وہ محرومی ہے جس کا ذمہ دار خود ہمارے اپنے سوا کوئی نہیں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے مطالعہ کی ضرورت و اہمیت ایک وسیع موضوعِ گفتگو ہے۔ جس کو کسی مختصر تحریر میں سمیٹنا مشکل ہے تاہم راقم الحروف کی یہ کوشش ہو گی کہ وہ اس موضوع کے کچھ اہم پہلو آئندہ سطور میں پیش کر سکے۔

(۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و کردار اور سیرت و شخصیت کے بارے میں قرآنِ مجید کی، اور درحقیقت خدائے بزرگ و برتر کی شہادت یہ ہے کہ آپؐ اخلاق کے بلند ترین مرتبے پر فائز ہیں۔ سورۃ القلم آیت ۴ میں ارشاد ہوا ہے:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (اور آپ کے اخلاق بہت اعلیٰ ہیں)

اور پھر اسی پر کیا موقوف ہے پورا قرآن حضورؐ کے اخلاقِ عالیہ کی زندہ شہادت اور تفسیر ہے۔ مشہور روایات کے مطابق، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ، یعنی قرآن آپؐ کا اخلاق ہے۔ اسی بنا پر حضورؐ کو قرآنِ ناطق کہا گیا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم کی شخصیت کس قدر عظیم اور انسانیت کے کس قدر ارفع و اعلیٰ مرتبے پر فائز تھی۔

اس امر کو ملحوظِ خاطر رکھ کر اب اس حقیقت پر نگاہ ڈالیے کہ انسانی زندگی دراصل عمل سے عبارت ہے۔ یہ عمل انفرادی زندگی کے دائرے میں ہو تو آدمی کی سیرت و کردار اور افکار و خیالات کی عکاسی کرتا ہے اور اجتماعی زندگی میں یہ معاملات، معاشرت، تمدن، سیاست اور بین الاقوامی تعلقات کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ زندگی کے ان دو دائروں میں انسان کے اندر ایک ایسے معیار کی فطری طلب اور احتیاج رکھی گئی ہے جس کے مطابق وہ اپنے افکار و اعمال کو ڈھال کر ایک بہتر اور کامیاب زندگی کی طرف بڑھ سکے۔ چنانچہ اس کی یہ فطری احتیاج اس کے اندر انسانوں میں سے کسی ایسی ہستی کی تلاش و جستجو کو جنم دیتی ہے جو اپنی ہر ادا میں مثالی سیرت و اخلاق کا مجسمہ اور حسنِ عمل کی منہ بولتی تصویر ہو، جس کی ذات میں۔ زندگی کی جملہ خوبیوں اور بھلائیوں کو متشکل دیکھا جا سکے۔ جس کے افکار و اعمال کی میزان کو ہاتھ میں لے کر، اور اس کے ان افکار و اعمال کے اجتماعی ظہور کے خدوخال کو مثال بنا کر شخصی، معاشرتی اور تمدنی زندگی کی تعمیر کی جا سکے۔ انسان کی اس فطری طلب و احتیاج کی تسکین کو تو نظر رکھ کر جب ہم تاریخ انسانی کے اوراق پر نگاہ دوڑاتے ہیں تو صرف ایک ہی شخصیت ایسی نظر آتی ہے جو انسان کی اس طلب کا صحیح ترین اور مکمل ترین جواب ہے اور جس کی ذات ہی دراصل انسانیت کا کامل ترین معیار ہے، خالص بے لاگ اور بے مثل!

— یہ شخصیت نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔ جس کا تعارف خود خالقِ کائنات نے اسے صاحبِ خلقِ عظیم کہہ کر کرایا ہے۔

یہ کیسی انوکھی شخصیت اور بے مثل ذاتِ گرامی ہے وہ کہ قرآن مجید اس کو لوگوں کے سامنے مثالی شخصیت و کردار کی حیثیت سے پیش کرتا ہے، ایک صاحبِ ایمان جب اس سوال کا جواب چاہتا ہے کہ اس کامل و اکمل ہستی کا اخلاق و کردار کیا ہے تو جواب میں اس کے سامنے اسی قرآن کو پیش کیا جاتا ہے کہ یہ عظیم کتاب ہی اس صاحبِ خلقِ عظیم کا اخلاق ہے۔ گویا یہ بتایا گیا کہ اگر تمہیں قرآنِ عظیم کے معانی کا ادراک کرنا ہے تو نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوراقِ زیست کا مطالعہ کرو، اور اگر تم سیرت و اخلاقِ محمدیؐ کے جویا ہو تو قرآن کے صفحات و آیات کا مطالعہ کرو۔ معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص قرآن کو صاحبِ قرآن کے بغیر سمجھنا چاہتا ہے تو یہ محض ایک خود فریبی اور فسادِ فکر و نظر ہے اور اگر کوئی شخص قرآن کے اسرار و معانی تک رسائی حاصل کیے بغیر صاحبِ قرآن کی سیرت و کردار کے محاسن کی جلوہ آفرینیوں کا نظارہ کرنا چاہتا ہے تو یہ بھی محض ایک خام خیالی ہے۔ قرآن اور صاحبِ قرآن میں سے کسی ایک سے بے نیاز ہو کر ہدایت پانی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی متاعِ گراں کسی طالبِ ایمان کے ہاتھ نہیں آسکتی۔ اس لیے یہ ناگزیر امر ہے کہ طالبانِ رشد و ہدایت صاحب قرآن کے بلند پایہ اخلاق و عادات بے مثل سیرت و کردار اور ارفع و اعلیٰ افکار و تعلیمات کا گہری نظر سے مطالعہ کریں اور اس سے اپنے قلوب و اذہان کو منوّر کرنے کا سامان کریں۔

(۲)

سورہ احزاب میں ارشاد ہوا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ (احزاب: ۲۱)

درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا، انسان کی یہ ایک فطری ضرورت ہے کہ وہ انفرادی سیرت کی تعمیر اور اجتماعی معاملات کی صورت گری کے لیے کسی معیاری اور مثالی شخصیّت کے عملی نمونے کا طالب ہوتا ہے قرآن مجید نے ان لوگوں کے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو بطور نمونہ پیش کیا ہے۔ جو خدائے واحد پر ایمان لائے ہوں، آخرت میں اس کے سامنے کھڑا ہونے پر یقین رکھتے ہوں اور زندگی کی مہلتِ عمل کو اس کی یاد دلوں میں تازہ رکھتے ہوئے اور اس کی عطا کردہ ہدایت کو مشعلِ راہ بناتے ہوئے گزارنے کا عزم و ارادہ رکھتے ہوں۔ اس طرح حضورؐ اپنے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے، اپنی دعوت کے آغاز سے لے کر آج تک اسلامی معاشرے کی مرکزی اور بنیادی شخصیت ہیں، اور ہمیشہ رہیں گے۔ حضورؐ کے اس مقام و مرتبہ کی اہمیّت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے:

یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ اگر کسی فرد یا گروہ افراد کی زندگیوں کو بعض خاص اصولوں کے مطابق ڈھالنا مقصود ہو اور ان کی شخصیّتوں کی تعمیر کسی خاص نظامِ فکر کے مطابق کرنا مطلوب ہو تو ان افراد کے سامنے محض ان خاص اصولوں اور نظریوں اور افکار و تعلیمات کو خواہ وہ کتنی ہی تفصیل کے ساتھ کیوں نہ ہوں، پیش کر دینا کبھی کافی نہیں ہوتا۔ اس غرض کے لیے ان کے سامنے کسی ایسے عملی نمونے کا موجود ہونا ضروری ہے جس کی ذات کے اندر وہ ان اصولوں اور نظریوں کو عملاً جلوہ گر دیکھ سکیں اور ان افکار و تعلیمات کی عملی کارفرمائی کا مشاہدہ وہ اس شخصیّت کے واسطے سے کر سکیں — جب تک ایسی ایک شخصیّت سامنے نہ ہو آدمی کو بہت سے اصول محض قوّتِ متخیّلہ کی کرشمہ سازی ہی نظر آئیں گے اور ان کو عملی جامہ پہنانا ایک امرِ محال معلوم ہوگا۔ لیکن جب ایک شخصیّت ان اصول و تعلیمات کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عملی پیکر بن کر سامنے آئے گی تو انسانی ذہن خود بخود ان کو قبول کرنے کے لیے تیار ہو گا اور ان کے قابلِ عمل ہونے کے بارے میں کسی تشکیک کا شکار نہیں ہو گا۔ پس اسلامی نظامِ فکر اور ربانی نظریۂ زندگی کے مطابق انسانی سیرت و کردار کی صورت گری کے لیے جس عملی نمونے کی ضرورت تھی وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذاتِ گرامی سے پیش فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جس نعمتِ ہدایت کی تکمیل حضورؐ پر فرمائی اس کے مطابق قلوب و اذہان کی تطہیر اور اخلاق و کردار کی تعمیر کا واحد ذریعہ خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا نمونۂ عمل ہے۔ چنانچہ رضائے الٰہی کی منزل کو پانے اور قرآن کا انسانِ مطلوب بننے کے لیے ناگزیر ہے کہ ہر مومن مرد اور عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ سے کما حقہ آگاہی حاصل کرے اور اس کی روشنی میں اس طرح زندگی بسر کرے کہ گویا زندگی کے ہر مرحلے اور ہر معاملے میں آنحضورؐ خود اس کی رہنمائی فرما رہے ہیں۔

اس ضمن میں یہ حقیقت بھی پیشِ نظر رہنی چاہیئے کہ اگرچہ اہل ایمان کے لیے حضورؐ کی زندگی کو اسوۂ حسنہ قرار دینے کے مفہوم میں یہ بات آپ سے آپ شامل ہے کہ اس اسوۂ حسنہ کی پیروی بھی ہونی چاہیئے لیکن قرآن مجید میں اس کو وضاحت اور صراحت کے ساتھ لازم قرار دیا گیا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت درا صل اللہ کی اطاعت ہے اور آپؐ کی اتباع اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ یعنی حضورؐ کی زندگی ایک مثالی زندگی ہونے کی وجہ سے محض قابلِ تقلید ہی نہیں ہے بلکہ واجب التقلید بھی ہے اور اہل ایمان کے لیے یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ حضورؐ کو محض ایک عظیم الشان شخصیت اور انسانیت کے لیے بہترین نمونہ تسلیم کر لیں بلکہ ان کے لیے اس بات کا ماننا اور اس پر عمل پیرا ہونا بھی اشد ضروری ہے کہ حضورؐ کی اتباع اور اطاعت ہی درا صل اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ (آل عمران: ۳۱)

(اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا۔)

اور

وَمَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ۔ (النساء: ۸۰)

(جو شخص رسول کی اطاعت کرے گا بیشک اس نے خدا کی اطاعت کی۔)

چنانچہ جس ہستی کی اطاعت احکامِ الٰہی کی اطاعت کا واحد راستہ اور جس کی اتباع خدائے کریم کی خوشنودی کا واحد ذریعہ ہے اس کے پورے کارنامۂ حیات کے گہرے علم اور اس کی تعلیمات و ہدایات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مکمل آگہی کے بغیر یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان بن سکے اور رضائے الٰہی کے حصول کی منزلِ مراد کو پہنچ سکے۔

(۳)

سورہ بقرۃ میں ارشاد ہوا ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ (البقرہ: ۱۴۳)

"اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک "امتِ وسط" بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسولؐ تم پر گواہ ہو۔"

اس آیت شریفہ میں امتِ مسلمہ کو "امت وسط" قرار دیا گیا ہے، اور امتِ وسطی کی حیثیت سے اس کا بنیادی فریضہ لوگوں پر حق کی شہادت قائم کرنا ہے۔ نیز یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب اس امت کے اوپر حق کی شہادت قائم کرنا ہے۔

معلوم ہوا کہ شہادتِ حق کا جو کٹھن فریضہ حضورؐ نے اپنی پوری حیاتِ مبارکہ میں انجام دیا، بعینہ وہ فریضہ حضورؐ کے بعد آپؐ کی امت پر عائد ہوتا ہے اور اس کے امتِ وسط ہونے کا یہ تقاضا ہے کہ وہ اپنے فریضے کو ادا کرے۔ اگر وہ اپنے اس اہم اور بنیادی فریضے کو ادا نہیں کرتی تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس جرم میں پکڑی جائے گی کہ اس نے اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کی، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ تمام لوگ اُلٹا اس کے خلاف گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جائیں جن تک دینِ حق کا صحیح پیغام اس کی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے نہ پہنچ سکا ہو گا، بلکہ اس صورت میں تو اس کا یہ جرم کہیں زیادہ سنگین نوعیت اختیار کر جائے گا جب کہ دینِ حق کی صحیح شہادت ادا کرنا تو ایک طرف اس امت کے بعض افراد یا گروہوں کا غلط طرزِ عمل خدا کے سچے دین کی غلط نمائندگی کرنے اور اس طرح لوگوں کو اس سے برگشتہ کرنے اور دُور ہٹانے کا سبب بنا ہو ــــــ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اگر ہم نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی بنا پر ایک طرف ایک عظیم سعادت سے مشرف ہوئے ہیں تو دوسری طرف ایک بڑی بھاری ذمہ داری کا بوجھ بھی ہمارے کندھوں پر ڈالا گیا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ ہم اس سعادت کے سزاوار ٹھیرتے ہی اُس صورت میں ہیں جبکہ ہم اپنی ذمہ داری کو کماحقہ سمجھیں اور شہادتِ حق کے اس فریضے کو کمال احساسِ ذمہ داری کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کریں جو امتِ مسلمہ میں شامل ہونے کی وجہ سے ہمارے اوپر عائد ہوتا ہے ــــ اس فریضے سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ہماری اوّلین ضرورت یہ ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ خاص طور پر اس رُخ سے کریں کہ حضورؐ نے اپنے قول و فعل سے شہادتِ حق کا یہ گراں بار فریضہ کیسے ادا کیا۔ آپؐ کی پوری زندگی بحیثیت داعیٔ حق اور شاہدِ حق کے کن کن مراحل سے گزری ہے اور ہر مقام و مرحلہ پر حضورؐ نے بندگانِ خدا پر کس طرح حق کی شہادت قائم فرمائی۔ انفرادی دعوت سے لے کر اسلامی نظامِ حکومت کے قیام تک حضورؐ نے کن کن طریقوں سے لوگوں کو خدا کے دین کی طرف بلایا، اپنی شخصی زندگی سے اس دین کی نمائندگی کیسے فرمائی اور بالآخر کس طرح زندگی کا اجتماعی نظام اس دین کے مطابق قائم کر کے شہادتِ حق کی تکمیل فرما دی۔ ان سب چیزوں کا تفصیلی مطالعہ کیے بغیر نہ ہم شہادتِ حق کے وسیع تر تقاضوں کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ عملاً اس سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ اس لیے ہماری یہ ایک ناگزیر ضرورت ہے کہ سیرتِ طیبہ اور حیاتِ مبارکہ کے جامع اور تفصیلی مطالعہ کا اہتمام کریں اور اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کا نقشہ اس کے مطابق مرتب کرنے کی کوشش کریں کیونکہ اس کے بغیر نہ ہم دنیوی کامرانی و سربلندی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں اور نہ اُخروی فوز و فلاح کی خوش بختی ہمارا مقدر بن سکتی ہے!

محمدیؐ انقلاب

خالد بزمی

آپؐ کے بابِ کرم پر ہو گیا جو باریاب
اس کے دل سے مٹ گیا ہر اضطرار و اضطراب

آپؐ کے باعث ملی ہے دو جہاں کو روشنی
آپؐ کے مرہون ہیں یہ ماہتاب و آفتاب

آپؐ کی اک ضربتِ باطل شکن سے مٹ گئے
نائلہ، عزّیٰ، منات و لات سب مثلِ حباب

شوکتِ ایران، شانِ روم، اقبالِ یمن
آپؐ کی عظمت کے آگے پارہ پارہ آب آب

دہر سے سب اختلافِ فقر و دولت مٹ گیا
آپؐ کے باعث زمانے میں ہوا وہ انقلاب

آپؐ کا دینِ مبیں دنیا میں پھیلا چار سو
آپؐ کے بدخواہ کھاتے رہ گئے سو پیچ و تاب

قیصر و کسریٰ، فریدون و سکندر مٹ گئے
سب سے بہتر باب ہے وہ سب سے برتر وہ جناب

آپؐ کے دیں میں جو معتق دل سے شامل ہو گیا
اِس جہاں میں کامراں اور اُس جہاں میں کامیاب

اس جہاں میں سب سے بہتر زندگی کا ضابطہ
آپؐ کی سنت ہے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Regd. No. L. 7895 Telephone : 354250

Monthly **MUHADDIS** *Lahore-16*

asia

سول ڈسٹری بیوٹرز

برائے لاہور

محمد ابراہیم اینڈ کمپنی

(۱۹۵۳) لمیٹڈ

۴۵ شاہراہِ قائدِ اعظم ، لاہور

فون ــــ ۶۲۲۷۱-۷۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ